

# وہابی تحریک

تاریخ اور عقائد

شوارق صمدیہ ترجمہ بوارق محمدیہ



تصنیف

سیف اللہ المسلمول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی

ترجمہ کاغذی

مولانا غلام قادر بھیروی

# وہابی تحریک تاریخ اور عقائد

یعنی

شوارق صمدیہ ترجمہ بوارق محمدیہ

تصنیف

سیف اللہ المسلمول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی

ترجمہ

علامہ غلام قادر بھیروی

ترتیب و تصحیح

محمد خالد قادری مجیدی

ناشر

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

سلسلہ مطبوعات ۷۵

کتاب: شوارق صدیہ ترجمہ بوارق محمدیہ  
مصنف: مولانا شاہ فضل رسول قادری  
مترجم: مولانا غلام قادر بھیروی  
طبع اول: ۱۳۰۰ھ  
طبع جدید: جمادی الاخریٰ ۱۴۳۳ھ / مئی ۲۰۱۲ء

برائے ایصال ثواب

حاجی عبدالرحمن قادری قریشی بدایونی

**Publisher**

**TAJUL FUHOOL ACADEMY**  
(A Unit of Qadri Majeedi Trust)

Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mohalla, Budaun-243601 (U.P.) India

Mob.: +91-9897503199, +91-9358563720

E-Mail: qadrimajeeditrust@gmail.com, Website: www.qadri.in.com

**Distributor**

**Maktaba Jam-e-Noor**

422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6

Phone : 011-23281418

**Distributor**

**Khwaja Book Depot.**

419/2, Matia Mahal

Jama Masjid, Delhi-6

Mob. : 0091-9313086318

# فہرست مشمولات

## صفحہ

7

## عنوان

ابتدائیہ

بوارق محمدیہ ایک مطالعہ  
از: مولانا اسید الحق قادری  
9--35

11	کتاب کا نام اور سنہ تالیف
11	سبب تالیف
12	بوارق محمدیہ کا قلمی نسخہ
13	بوارق محمدیہ کی اشاعت
14	بوارق محمدیہ کے مشمولات
16	بوارق محمدیہ پر اکابر ملت کا اعتماد
18	بوارق محمدیہ کا جواب اور جواب الجواب
20	بوارق محمدیہ اور مولانا ابوالکلام آزاد
32	بوارق محمدیہ کا ترجمہ شوارق محمدیہ
33	بوارق محمدیہ کے مترجم مولانا غلام قادر بھیروی
	شوارق محمدیہ ترجمہ بوارق محمدیہ

37--74

37	عرب میں وہابیت کا آغاز
39	کتاب التوحید کی تصنیف
40	وہابیوں کا مکہ مکرمہ پر حملہ
42	وہابیوں کا مدینہ منورہ پر حملہ
43	شیخ عمر بن عبدالرسول سے مناظرہ
44	ابراہیم پاشا اور وہابیوں کے درمیان معرکہ

- 45 بین اور مسقط میں خرفہ و ہابیہ کا سہور  
46 ہندوستان میں وہابیت کا آغاز  
46 سید احمد رائے بریلوی کے مراتب و کمالات  
48 کتاب صراط مستقیم کی چند عبارتیں  
51 تقویت الایمان کی تصنیف  
52 علمائے دہلی کی جانب سے شاہ اسماعیل دہلوی کا رد  
53 علامہ فضل حق خیر آبادی اور شاہ اسماعیل دہلوی  
54 شاہ اسماعیل اور سید احمد رائے بریلوی کی تحریک جہاد  
55 فرقہ ظاہریہ اور داؤد ظاہری  
56 ابن حزم ظاہری کا احوال  
57 شیخ ابن تیمیہ کے احوال  
59 فرقہ ظاہریہ کے بعض عقیدے  
60 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعض افکار  
60 شاہ اسماعیل دہلوی اور ان کا تقلید  
61 شاہ اسماعیل دہلوی کے بعد وہابیوں کے مختلف فرقے  
62 پہلا باب عقائد نجدیہ کے بیان میں  
63 اہل سنت کے نزدیک ایمان کی تعریف  
64 اہل سنت کے نزدیک مرتکب کبیرہ کا حکم  
64 مرتکب کبیرہ کے عدم ایمان پر معتزلہ کی پہلی دلیل  
64 معتزلہ کی پہلی دلیل کا جواب  
64 معتزلہ کی دوسری دلیل  
65 معتزلہ کی دوسری دلیل کا جواب  
65 معتزلہ کی تیسری دلیل  
65 معتزلہ کی تیسری دلیل کا جواب  
66 رکن، علت، سبب، شرط، اور علامت کے درمیان فرق  
67 وہابیہ کو پانچ تنبیہات  
68 اہل قبلہ کی تکفیر میں احتیاط  
70 تقویت الایمان کی چند عبارات کا رد  
72 خانوادہ شاہ ولی اللہ اور افکار اسماعیل دہلوی



## انتساب

شوارق صمدیہ کی اشاعت جدید

مترجم کے مرشد طریقت

شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ

(ولادت: ۱۲۱۴ھ/ ۱۷۹۹ء۔ وفات: ۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۳ء)

اور

مترجم کے استاذ محترم

حضرت مفتی صدر الدین آزرودہ دہلوی

(ولادت: ۱۲۰۴ھ/ ۱۷۸۹ء۔ وفات: ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء)

کے نام منسوب کی جاتی ہے۔

تاج الفحول اکیڈمی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کا ایک ذیلی ادارہ ہے، جو تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی اور صاحبزادہ گرامی مولانا اسیدالحق قادری بدایونی (ولی عہد خانقاہ قادریہ بدایوں) کی نگرانی اور قیادت میں عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ تحقیق، تصنیف، ترجمہ اور نشر و اشاعت کے میدان میں سرگرم عمل ہے، اکیڈمی کے زیر اہتمام اب تک عربی، اردو، ہندی، انگلش، گجراتی اور مراٹھی زبانوں میں تقریباً ۷۰ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور نشر و اشاعت کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

تاج الفحول اکیڈمی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے ہر حلقے اور ہر طبقے کی دلچسپی اور ضرورتوں کے پیش نظر اشاعتی خدمات انجام دی ہیں، خالص علمی اور تحقیقی کتب، ادبی اور شعری نگارشات، عام لوگوں کی تربیت و اصلاح کے لیے آسان زبان میں رسائل، اکابر بدایوں کی سیرت و سوانح، باطل افکار و نظریات کے رد و ابطال اور مسلک حق کے اثبات میں قدیم و جدید رسائل اور غیر مسلم برادران وطن کے لیے اسلام کے تعارف پر مشتمل سلجھا ہوا دعوتی اور تبلیغی لٹریچر غرض کہ اکیڈمی ان تمام میدانوں میں بیک وقت تحقیقی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات انجام دے رہی ہے۔

ابتدا ہی سے تاج الفحول اکیڈمی کے منصوبے میں یہ بات بھی شامل تھی کہ خانوادہ قادریہ بدایوں شریف اور خانوادہ قادریہ سے وابستہ علماء، مشائخ اور ادبا و شعرا کی قدیم و نایاب تصانیف کو جدید انداز میں منظر عام پر لایا جائے، اور ان عظیم شخصیات کے علوم و معارف اور ان کی حیات و خدمات سے موجودہ نسل کو روشناس کروایا جائے، بفضلہ تعالیٰ اکیڈمی نے اس سمت میں بھی کامیاب کوششیں کی ہیں، زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

رب قدیر و مقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

محمد عبدالقیوم قادری  
جنرل سیکریٹری تاج الفحول اکیڈمی  
خادم خانقاہ قادریہ بدایوں

## ابتدائیہ

زیر نظر کتاب ”شوارق صمدیہ“ سیف اللہ المسلمول معین الحق مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی قدس سرہ کی معرکہ الآرا کتاب ”بوارق محمدیہ“ کے ابتدائی حصے کا ترجمہ ہے، یہ ترجمہ پنجاب کے زبردست عالم حضرت علامہ غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آج سے ۱۳۳ سال قبل کیا تھا۔ اب ایک صدی سے زیادہ عرصے کے بعد تاج الفحول اکیڈمی اس کتاب کو دوبارہ شائع کر رہی ہے۔

شوارق صمدیہ کا یہ قدیم نسخہ جناب محمد ابراہار عطاری صاحب (لاہور، پاکستان) کے ذاتی ذخیرہ کتب میں موجود تھا، میرے کرم فرما جناب محمد ثاقب رضا قادری (لاہور، پاکستان) کی عنایت سے مجھے دستیاب ہوا، اس کے لیے میں ان دونوں حضرات کا بے حد شکر گزار ہوں۔

اکابر کی جن کتابوں کے ترجمے اور تحقیق و تخریج کامیں ارادہ رکھتا ہوں ان میں بوارق محمدیہ بھی شامل ہے، یہ کتاب اپنی بعض خصوصیات کی وجہ سے بڑی اہم ہے، کتاب مبسوط اور خالص تحقیقی نوعیت کی ہے اس لیے اس کے ترجمے اور تحقیق و تخریج کے لیے کافی وقت درکار ہے، فی الحال میں بعض دوسری کتابوں پر کام کر رہا ہوں، اس لیے سردست بوارق محمدیہ کا ترجمہ ”شوارق صمدیہ“ ہی شائع کیا جا رہا ہے۔

شوارق صمدیہ کی ترتیب جدید اور تصحیح کا اہم کام عزیزم مولانا خالد قادری مجیدی (فاضل مدرسہ قادریہ بدایونی) نے انجام دیا ہے، عزیز موصوف کی مکمل تعلیم مدرسہ قادریہ میں ہوئی ہے، گذشتہ برس فراغت حاصل کی اور اب شوال ۱۴۳۲ھ سے مدرسہ قادریہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں، ساتھ ہی تحقیق و تخریج اور تصنیف و تالیف کے سلسلے میں تربیت حاصل کر رہے ہیں، فی الحال حضرت مفتی حسین احمد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (فاضل مدرسہ قادریہ و سابق مفتی ریاست پھاسو) کی کتاب ”تحقیق العلماء الکرام فی مسئلۃ استحباب القیام“ کی تحقیق و تخریج میں مصروف ہیں جو ان شاء اللہ عن قریب منظر عام پر آنے والی ہے۔



رب قدیر و مقتدر عزیز موصوف کی عمر، علم اور اقبال میں برسیں عطا فرمائے اور ان کو دینِ حسین کی بیش بہا خدمت کی توفیق بخشے۔

شوارق صمدیہ کی ترتیب جدید کے سلسلے میں میں نے عزیز موصوف کو چند ہدایات دی تھیں، یہ کام انہیں کی روشنی میں کیا گیا۔ ترتیب جدید میں مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا گیا ہے:

(۱) اغلاط کتابت کی تصحیح کے علاوہ متن میں کسی قسم کا تصرف نہیں کیا گیا ہے۔  
(۲) کتاب کی جدید کمپوزنگ کے وقت قدیم املا ترک کر کے موجودہ رائج املا اختیار کیا گیا ہے۔  
مثلاً آوے اور جاوے کو آئے اور جائے، وغیرہ۔

(۳) قدیم کتاب میں جہاں مترجم کا حاشیہ تھا اس کے بعد بریکٹ میں ”مترجم“ لکھ دیا گیا ہے، اور جہاں نیا حاشیہ چڑھایا گیا ہے وہاں ”مرتب“ لکھا گیا ہے۔

(۴) چند مقامات پر مترجم سے ترجمے میں سہو ہوا تھا ایسے مقامات پر اصل متن کو باقی رکھتے ہوئے حاشیے میں صحیح ترجمے کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔

(۵) کتاب قدیم طرز پر مسلسل مضمون کی شکل میں تھی، لہذا مختلف مقامات پر مناسب عناوین کا اضافہ اور پیرابندی کر دی گئی ہے۔

بوارق محمدیہ کے تعارف کے لیے راقم نے نہایت عجلت میں ایک مضمون قلم بند کیا ہے جو کتاب میں بطور مقدمہ شامل کیا جا رہا ہے، اس میں مختلف پہلوؤں سے کتاب کے تعارف کی کوشش کی گئی ہے۔

رب قدیر و مقتدر اس خدمت کو قبول فرمائے، اس کتاب کو مخلوق کے لیے نافع بنائے، اور اکیڈمی کے رفقاء، کارکنان اور معاونین کو دینی خدمات کا مزید حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین

اسید الحق قادری بدایونی  
خانقاہ قادریہ بدایوں شریف

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ  
ہفتہ، ۱۴/۱۱ اپریل ۲۰۱۲ء



# بوارق محمدیہ: ایک تعارف

مولانا اسید الحق قادری

خانقاہ قادریہ بدایوں شریف

سیف اللہ المسلمول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی (ولادت: ۱۲۱۳ھ / ۱۷۹۸ء - وفات: ۱۲۹۸ھ / ۱۸۷۲ء) برصغیر ہندوپاک کے جید عالم دین، متکلم، اصولی، مناظر، مصنف، خداسیدہ بزرگ اور اپنے زمانے میں اہل سنت و جماعت کے مقتدا و پیشوا کی حیثیت سے مشہور و معروف ہیں۔ آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں میں ایک اہم گوشہ بدعتیہ فکری انحراف، اور اہانت انبیا و اولیا کی تحریک کے خلاف آپ کے جہاد بالقلم سے عبارت ہے۔ مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے اور سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے شاہ اسماعیل دہلوی نے جب اپنے آبائی و خاندانی مسلک و منہاج سے انحراف کر کے شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مخصوص عقائد و نظریات کو ہندوستان میں درآمد کیا تو اس کے خلاف سب سے اہم کردار حضرت سیف اللہ المسلمول نے ادا کیا اور اسلامیان ہند کے عقائد و مسلک کے تحفظ کے لیے تصنیف و تالیف کا ایک ایسا سلسلہ قائم فرمایا جس کے ذریعے حق و باطل کے درمیان خط امتیاز نمایاں ہو گیا۔

آپ نے اس سلسلے میں عربی، فارسی اور اردو میں ایک درجن سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں، عربی میں المعتمد المنتقد، فارسی میں البوارق المحمدیہ، احقاق حق اور تصحیح المسائل، اردو میں سیف الجبار، فصل الخطاب اور فوز المؤمنین اہم تصانیف ہیں۔

آپ کی اس خدمت کا اعتراف معاصرین و متاخرین سبھی اہل علم و تاریخ نے کیا ہے، مگر زاویہ نظر کا فرق ہے، بعض نے مثبت انداز میں آپ کی خدمات کا اعتراف کیا ہے اور بعض نے منفی انداز میں۔

استاذ مطلق علامہ فضل حق خیر آبادی آپ کی کتاب المعتمد المنتقد کے بارے میں لکھتے ہیں:

گمراہ اس کے ذریعے اہل سنت کے روشن راستوں کی طرف راہ پاتا ہے،

اور پیسا اس کے ذریعے روشن شریعت کے دائمی اور محفوظ پیسمے سے سیراب ہوتا ہے، اس کے ذریعے انہوں نے مذہبی سچے عقائد اور گھٹیا فرقوں کی لالچنی باتوں کے درمیان خط امتیاز کو روشن کیا، اور اس کے ذریعے معتزلہ اور نجدیوں جیسے عقل کے اندھوں کے گھٹیا عیبوں کا پردہ فاش کیا ہے، چنانچہ اس کے ذریعے انہوں نے حق کو بالکل واضح کر دیا، اور ہر نجدی کو شکست خوردہ اور زمیں بوس کر دیا بلکہ ہلاک اور زیر لحد کر دیا۔ (۱)

مفتی صدر الدین آزرہ دہلوی فرماتے ہیں:

میں نے اس رسالے کو لفظ و معنی کے اعتبار سے عمدہ اور بہترین، نظم و ترتیب کے اعتبار سے چمکتا دمکتا، اور رفیع الشان پایا، علم کلام میں تصنیف کی جانے والی کوئی کتاب اس کے قریب نظر نہیں آتی، اور اس موضوع پر تالیف کیا جانے والا کوئی بھی رسالہ اس کے برابر نہیں ہے۔ (۲)

یہ تصویر کا ایک رخ ہے، دوسری طرف جماعت اسلامی کے سرگرم رکن اور عربی زبان و ادب کے معروف اسکالر مولانا مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں:

مکہ معظمہ کے شیخ احمد زینی دحلان اور بدایوں کے مولوی فضل رسول اور ان کے پیروں کی کوشش سے (وہابیوں کے خلاف) افترا پرداز یوں اور بہتان طرازیوں کا ایک انبار لگ گیا، جس سے کم و بیش آج تک جاہل اور عوام متاثر ہیں (۳)

مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی لکھتے ہیں:

مولانا فضل رسول صاحب بدایونی وہ پہلے شخص تھے، جنہوں نے شاہ محمد اسماعیل شہید، تقویت الایمان اور ان کی دعوت توحید و سنت کے خلاف ایک

(۱) (عربی سے اردو ترجمہ) تقریظ علامہ فضل حق خیر آبادی برالمعتقد المنتقد: ص ۴، مطبع اہل سنت پٹنہ، ۱۳۳۱ھ

(۲) (عربی سے اردو ترجمہ) تقریظ مفتی آزرہ برالمعتقد المنتقد: ص ۵، مطبع اہل سنت پٹنہ، ۱۳۳۱ھ

(۳) ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک: مسعود عالم ندوی، ص ۱۴، ۱۵، مرکز اسلامی مکتبہ اسلامی دہلی ۱۹۹۹ء

ڈاکٹر شمس بدایونی لکھتے ہیں:

مولانا فضل رسول پہلے ہندوستانی عالم ہیں جنہوں نے شاہ اسماعیل شہید اور شیخ محمد بن عبدالوہاب کے درمیان فکری رابطے تلاش کیے اور اسی نسبت سے ان پر لفظ ”وہابی“ کا اطلاق کیا۔ مسلمانان ہند کی قومی تاریخ میں لفظ ”وہابی“ کا غالباً یہ اولین استعمال تھا (۲)

ان اقتباسات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ”وہابی نظریات“ کے خلاف حضرت سیف اللہ المسلمول کی خدمات ایسی جامع اور وسیع ہیں کہ ان کا اعتراف اپنے اور پرائے سبھی نے کیا ہے۔ یہاں ہم حضرت کی اسی سلسلے کی تصانیف میں سے ایک اہم کتاب ”البوارق المحمدیہ“ کا تعارف کروا رہے ہیں۔

کتاب کا نام اور سنہ تالیف: اس کتاب کے دو نام ہیں:

(۱) البوارق المحمدیہ لرحم الشیاطین النجدیہ (۳)

(۲) سوط الرحمن علی قرن الشیطان

یہ دونوں تاریخی نام ہیں جن سے کتاب کا سنہ تالیف ۱۲۶۵ھ (۱۸۴۸-۴۹ء) برآمد ہوتا ہے، کتاب فارسی زبان میں ہے۔

سبب تالیف: مصنف کے صاحبزادے حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی نے اپنے رسالے ”تحفہ فیض“ میں بوارق محمدیہ کی وجہ تالیف کا ذکر کرتے ہوئے ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت سیف اللہ المسلمول دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے، آپ نے دیکھا کہ حضرت خواجہ قطب صاحب تشریف فرما ہیں اور آپ کے دونوں ہاتھوں پر کتابوں کا انبار ہے، کتابوں کا یہ انبار

(۱) سہ ماہی مجلہ احوال و آثار کا ندھلہ: مرتب نور الحسن راشد کا ندھلوی، ص ۱۴۰، شمارہ ۲۱-۲۰، اکتوبر ۲۰۰۸ء تا مارچ ۲۰۰۹ء

(۲) غالب اور بدایوں: ڈاکٹر شمس بدایونی، ص ۳۴، غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی، ۲۰۱۰ء

(۳) آئندہ صفحات میں ہم اردو داں قارئین کی سہولت کے لیے صرف ”بوارق محمدیہ“ لکھیں گے۔

انتابلا بند ہے کہ آسمان تک پہنچ رہا ہے، حضرت نے عرض کیا کہ ”آپ نے یہ تکلیف کیوں لواری فرمائی؟“ حضرت خواجہ قطب نے ارشاد فرمایا کہ ”یہ تمہارے لیے ہے، یہ کتابیں لے لو اور ان کی مدد سے شیطانی فتنے کو دفع کرو“، چنانچہ حضرت سیف اللہ المسلمول نے اسی اشارہ باطنی کے بعد بہ عجلت تمام بوارق محمدیہ تصنیف فرمائی (۱)

بوارق محمدیہ کا قلمی نسخہ: کتب خانہ قادریہ بدایوں میں بوارق محمدیہ کا ایک عمدہ قلمی نسخہ موجود ہے، یہ متوسط سائز کے ۱۴۷/۱۸ اوراق پر مشتمل ہے، نہایت خوش خط ہے، ذیلی عنوانات لال روشنائی سے لکھے گئے ہیں، کاتب کا نام درج نہیں ہے، سنہ کتابت ۱۲۷۸ھ درج ہے۔ یہ نسخہ جس مجموعے (۲) میں شامل ہے اس کے سرورق پر ”حسین حیدر غنی عنہ“ کے دستخط ہیں، یہ خانوادہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے چشم و چراغ حضرت سید شاہ حسین حیدر قادری برکاتی ہیں، آپ خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی قدس سرہ کے نواسے ہیں، مدرسہ قادریہ بدایوں میں رہ کر حضرت تاج الفحول سے اخذ علم ظاہری کیا، تاج الفحول کے اجلہ تلامذہ میں شمار ہوتا ہے۔ ان رسائل کی کتابت کے بعد آپ نے اصل سے ان کا مقابلہ کیا ہے، ایک سے زیادہ جگہ اس بات کی صراحت موجود ہے۔

بوارق محمدیہ کی اشاعت: معروف محقق مالک رام نے لکھا ہے کہ:

(بوارق محمدیہ) پہلی مرتبہ ذی الحجہ ۱۲۶۶ھ / اکتوبر ۱۸۵۰ء میں مطبع

دارالسلام دہلی میں چھپ کر شائع ہوئی تھی (۳)

کتب خانہ قادریہ میں یہ نسخہ موجود ہے، یہ چھوٹی تقطیع پر ۲۲۷ صفحات پر مشتمل ہے، سرورق سمیت ابتدا سے ۴ صفحات ناقص ہیں۔

(۱) ترجمہ ملخصاً از تحفہ فیض: عبدالقادر بدایونی، ص ۲۶، فخر المطابع، میرٹھ

(۲) اس مجموعے میں مندرجہ ذیل رسائل شامل ہیں: (۱) المعتقد المعتقد (۲) سیف الجبار (۳) بوارق محمدیہ (۴) تبکیت النجیدی (۵) الصحیح المسائل (یہ تمام حضرت سیف اللہ المسلمول کی تصانیف ہیں) (۶) رسالہ در مسئلہ شفاعت از تاج الفحول (در رد میاں نذیر حسین دہلوی) (۷) فیوض الاررار از عبدالوحید قادر آبادی (۸) تنبیہ السفہا از مولانا جمیل الدین بدایونی تلخیص تاج الفحول در رسالہ مصباح الضحیٰ از ڈپٹی امداد اعلیٰ اکبر آبادی۔ یہ تمام رسائل ایک ہی کاتب کے کتابت کیے ہوئے ہیں۔

(۳) تذکرہ: مولانا ابوالکلام آزاد، حواشی از مالک رام، ص ۴۵۱، سہایتہ اکیڈمی دہلی ۱۹۹۰ء

بوارق محمدیہ کی دوسری اشاعت متوسط سائز پر ۱۵۲ صفحات پر مکمل ہے، ابتدا سے صفحہ ۶۹/ تک حاشیے پر مصنف کی دوسری کتاب ”اتحاق حق وابطال باطل“ ہے، صفحہ ۷۰/ سے حاشیہ اور متن دونوں میں بوارق محمدیہ ہے۔ یہ اشاعت حضرت تاج الفحول کے مرید و خلیفہ حضرت مولانا عمر الدین ہزاروی (وفات: ۱۳۴۹ھ/۱۹۳۱ء) کی فرمائش اور حافظ ولی محمد و محمد اسحاق صاحبان کے اہتمام و کوشش سے عمل میں آئی، سرورق پر یہ عبارت درج ہے:

حسب الارشاد فیض بنیاد فاضل جلیل عالم نبیل جناب مولوی عمر الدین صاحب ہزاروی دام فیوضہ باہتمام تام وسعی مالاکلام الراجی الی رحمۃ اللہ الخلاق حافظ ولی محمد و محمد اسحاق صانہما اللہ عن شرور الآفاق۔

کتاب کے آخر میں (از ص ۱۴۲ تا ص ۱۴۹) ”خاتمۃ الطبع“ کے عنوان سے مصنف کے حالات درج کیے گئے ہیں، اس کے بعد چند صفحات میں صحت نامہ اور فہرست کتاب ہے۔ ڈاکٹر ایوب قادری کے بقول خاتمۃ الطبع کے عنوان سے یہ حالات قاضی معین الدین کیفی میرٹھی کے جمع کردہ ہیں (۱) اگرچہ خاتمۃ الطبع میں اس بات کی صراحت نہیں ہے لیکن یہ بات بعید از قیاس بھی نہیں ہے۔

یہ اشاعت ”مطبع سول ملیٹری ارنج“ سے عمل میں آئی ہے، یہ مطبع کس شہر میں تھا یہ درج نہیں ہے، اور نہ ہمارے علم میں ہے، البتہ ڈاکٹر ایوب قادری نے ایک جگہ اس کو ”مطبوعہ میرٹھ“ لکھا ہے، ممکن ہے یہ درست ہو۔

اس میں سنہ اشاعت بھی مذکور نہیں ہے، کتاب کے آخر میں حضرت تاج الفحول کی جانب سے یہ ”اعلان“ شائع کیا گیا ہے:

اعلان: رسالہ اتحاق حق اور کتاب بوارق محمدیہ من تالیفات حضرت حامی اسلام ہادی انام قبلہ آولیا زماں، کعبہ اصفیائے دوراں حضرت ابی واستاذی و مرشدی جناب مولانا مولوی فضل رسول حنفی قادری قدس سرہ کو حافظ ولی محمد صاحب اور مولوی اسحاق صاحب نے بکمال کوشش و صرف

(۱) جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کا ایک مجاہد مولانا فیض احمد بدایونی: ڈاکٹر ایوب قادری ص ۵۵ تاج الفحول اکیڈمی بدایوں ۲۰۰۷ء

لیتے با اجازت قصیر صریح فرمایا ہے، لہذا ان کو متن تالیف ہبہ کیا گیا، اہل اسلام کو جس قدر نسخے مطلوب ہوں ان سے طلب فرمائیں اور بغیر ان کی اجازت کے کوئی صاحب قصد طبع کا نہ فرمائیں، اطلاعاً لکھا گیا۔  
حررہ احقر الطلحہ عبدالقادر قادری عفی عنہ

اس ”اعلان“ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اشاعت مصنف کی وفات (۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) کے بعد عمل میں آئی ہے۔ حضرت تاج الفول کی وفات ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں ہوئی، لہذا اس کی اشاعت ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء اور ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء کے درمیان ہوئی ہے۔

شوارق صدیہ میں مولانا غلام قادر بھیروی نے ”بوارق محمدیہ مطبوعہ ۱۲۶۹ھ مطبع دارالسلام دہلی“ کا حوالہ دیا ہے، ۱۲۶۹ھ والے اس نسخے کا ذکر کہیں اور نظر سے نہیں گذرا، ممکن ہے دارالسلام دہلی سے اس کی دو اشاعتیں ہوئی ہوں، ایک ۱۲۶۶ھ میں دوسری ۱۲۶۹ھ میں، اور یہ بھی بعید از امکان نہیں کہ شوارق صدیہ کے کاتب نے ۱۲۶۶ھ کو ہی ۱۲۶۹ھ لکھ دیا ہو۔

بوارق محمدیہ کے مشمولات: مصنف نے کتاب کو ایک مقدمہ اور دو باب پر ترتیب دیا ہے، مقدمے میں عرب اور ہندوستان میں وہابی تحریک کے آغاز و ارتقا کی تاریخ درج کی گئی ہے، پہلے باب میں وہابی عقائد اور دوسرے باب میں ان کے بعض اہل قلم کے مکائد (فریب) ذکر کیے گئے ہیں۔

مقدمے کے مندرجات: مقدمے میں مندرجہ ذیل مباحث زیر قلم آئے ہیں:

جزیرہ عرب میں وہابیت کا آغاز اور کتاب التوحید کی تصنیف، وہابیوں کا مکہ مکرمہ پر حملہ، وہابیوں کا مدینہ منورہ پر حملہ، ابراہیم پاشا اور وہابیوں کے درمیان معرکہ، یمن اور مسقط میں فرقہ وہابیہ کا ظہور، ہندوستان میں وہابیت کا آغاز، سید احمد رائے بریلوی کے مراتب و کمالات کتاب صراط مستقیم کی روشنی میں، تقویت الایمان کی تصنیف، علمائے دہلی کی جانب سے شاہ اسماعیل دہلوی کا رد، شاہ اسماعیل اور سید احمد رائے بریلوی کی تحریک جہاد، فرقہ ظاہریہ اور داؤد ظاہری، ابن حزم ظاہری کے احوال، شیخ ابن تیمیہ کے احوال، فرقہ ظاہریہ کے بعض عقیدے، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعض افکار، شاہ اسماعیل دہلوی اور ان کا تقلید، شاہ اسماعیل دہلوی کے بعد وہابیوں کے مختلف فرقے وغیرہ۔

باب اول کے مندرجات: شاہ اسماعیل دہلوی اور ان کے بعض ہم خیال علمائے تحریروں کا کھرا مطالعہ کرنے کے بعد مصنف اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان حضرات کے ذریعے بیان کیے گئے اکثر جزئی مسائل پانچ بنیادی اصول یا کلیات سے متفرع ہیں، یعنی ان کے پانچ بنیادی اصول ہیں باقی تمام مسائل جزیہ انہیں سے نکلے ہیں، لہذا اگر ان کلیات ہی کو باطل کر دیا جائے تو ان کا پورا مذہب اپنے آپ باطل ہو جائے گا، باب اول میں انہیں پانچ کلیات کا رد و ابطال کیا گیا ہے۔

وہ پانچ کلیات یا بنیادی اصول یہ ہیں:

(۱) اعمال و افعال حقیقت ایمان میں داخل ہیں۔

(۲) ہر بدعت (عام ازیں کہ شرعی ہو یا لغوی) حرام و کفر ہے۔

(۳) فعل مباح بلکہ حسن اور تمام امور خیر مدامت اور زمان و مکان کی تخصیص سے حرام ہو جاتے ہیں۔

(۴) اشیاء میں اصل اباحت نہیں بلکہ حرمت ہے۔

(۵) تشبہ (کسی بھی غیر قوم سے) مطلقاً مستلزم مساوات ہے۔

ان کلیات میں سے بعض کے بارے میں مصنف نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ ان وہابی علما کے ایجاد کردہ نہیں ہیں بلکہ یہ ماضی کے چند گمراہ فرقوں مثلاً معتزلہ اور خوارج وغیرہ کے عقائد و نظریات کا معجون مرکب ہیں، ان کو رد کرنے کے لیے مصنف نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ پہلے تو مصنف معتزلہ وغیرہ کی کتابوں سے یہ دکھاتے ہیں کہ ان عقائد و نظریات کے بارے میں ماضی کے ان گمراہ فرقوں کا کیا نقطہ نظر تھا، جب یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ یہی عقائد ان فرقوں کے بھی تھے اس کے بعد ان عقائد کے رد میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کے متقدمین علما اور متکلمین کے اقوال لاتے ہیں۔ پھر ان باطل کردہ کلیات کو تقویت الایمان اور مائے مسائل وغیرہ کتابوں میں بیان کیے گئے جزئی مسائل پر منطبق کر کے دکھاتے ہیں۔ آخر میں شاہ اسماعیل دہلوی کے بیان کردہ ان جزیات کے خلاف خود ان کے خاندان کے علما مثلاً ان کے جد محترم شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور عم محترم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی کتابوں سے عبارتیں پیش کرتے ہیں۔

باب اول میں ان پانچ بنیادی اصولوں پر کلام کرنے کے بعد مصنف نے ”تکملہ در بعض امور



ضروریہ کے تحت وہابیہ کے پانچ ایسے مسائل بیان کر کے ان کا رد و ابطال کیا ہے جن پر ان حضرات کو بہت اصرار ہے، مصنف فرماتے ہیں کہ یہ وہ مسائل ہیں جو اہل سنت اور وہابیہ کے درمیان خط امتیاز کھینچتے ہیں، اس لیے ان کا رد ضروری ہے، وہ پانچ مسائل درج ذیل ہیں:

(۱) مسئلہ استعانت واستمداد بغیر اللہ۔ اس بحث میں مصنف نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تفسیر عزیزی سے نو عبارتیں پیش کر کے استعانت بغیر اللہ کے جواز کو ثابت کیا ہے۔

(۲) مسئلہ سماع اموات۔ اس بحث میں بھی مصنف نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عبارتوں سے ارواح کے سماع اور ادراک کو ثابت کیا ہے۔

(۳) مسئلہ شفاعت۔

(۴) آثار صالحین سے تبرک کا انکار۔ اس مسئلے میں بھی مصنف نے شاہ عبدالعزیز کا ایک فتویٰ اور ان کی دیگر کئی عبارتوں سے دلائل پیش کیے ہیں۔

(۵) مسئلہ ما اہل لغیر اللہ۔ اس سلسلے میں مصنف نے اپنے معاصر کسی وہابی عالم کا ایک قدرے طویل فتویٰ نقل کر کے اس کا رد بلیغ فرمایا ہے، ساتھ ہی اس مسئلے میں مولانا عبدالحکیم پنجابی ثم لکھنوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے درمیان ہونے والے ایک مباحثے کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

باب دوم کے مندرجات: باب دوم میں مصنف بوارق نے وہابیہ کے مکائد (فریب) کا ذکر کیا ہے، مصنف فرماتے ہیں کہ وہابیہ کے مکائد دو طرح کے ہیں ایک مکائد اسماعیلیہ یعنی وہ فریب جو شاہ اسماعیل دہلوی کی تحریروں میں موجود ہیں۔ دوسرے مکائد اسحاقیہ یعنی وہ فریب اور علمی خیانتیں جو مولانا شاہ اسحاق دہلوی سے منسوب کتابوں ”مأۃ مسائل“ اور ”اربعین مسائل“ میں موجود ہیں۔

مکائد اسماعیلیہ کے بارے میں مصنف نے فرمایا ہے کہ شاہ اسماعیل صاحب اپنی ہر بات کے ثبوت میں کوئی نہ کوئی آیت یا حدیث لکھ دیتے ہیں، حالانکہ جب آیت کا سیاق و سباق، شان نزول، متقدم اور معتبر مفسرین کی کتب اور حدیث پاک کے معتبر شارحین کی کتابوں کو دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ یا اس حدیث پاک کو شاہ صاحب کے دعوے سے کوئی مناسبت ہی نہیں ہے۔

مکاند اسحاقیہ کے بارے میں مصنف فرماتے ہیں کہ مآۃ مسائل اور اربعین مسائل میں ہر مسئلے کے ثبوت میں آیت، حدیث، اصول یا فقہ کے کسی جزئیے کا حوالہ ضرور دیتے ہیں، مگر ان حوالوں میں مصنف نے طرح طرح کی خیانتیں کیں ہیں، مثلاً کہیں سیاق و سباق سے کاٹ کر عبارت نقل کر دی ہے، کہیں کسی مصنف کی رد کردہ بات کو اسی کی جانب منسوب کر کے لکھ دیا ہے، کہیں علمی دیانت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے عبارت ہی غلط نقل کر دی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ مصنف نے اس قسم کے مکائد کی سات مثالیں پیش کی ہیں۔

بوارق محمدیہ کے مشمولات کا یہ مختصر تعارف ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر نہایت جامع اور مکمل ہے۔

بوارق محمدیہ اور اس کے مصنف پر اکابر ملت کا اعتماد: مصنف کی تحقیقی گہرائی، عالمانہ تنقیدی اسلوب، حوالہ جات اور دلائل کی کثرت و قوت، اور کتاب کی جامعیت کی وجہ سے ابتدا ہی سے اکابر علمائے اہل سنت بوارق محمدیہ اور اس کے مصنف کو اعتبار و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے آرہے ہیں، بہت سے اکابر نے اس کی عبارتوں کو بطور حوالہ پیش کیا ہے، بلکہ ایک دور میں بوارق محمدیہ اور اس کے مصنف کو اہل حق اور اہل سنت کی علامت کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔

مولانا ابوالکلام آزاد اپنے والد ماجد حضرت مولانا خیر الدین دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

ہندوستان کے گذشتہ علما میں صرف مولوی فضل رسول بدایونی، جنہوں نے تقویت الایمان کے رد میں سوط الرحمن (بوارق محمدیہ) لکھی ہے، ٹھیک اسی رنگ پر تھے جو اس بارے میں والد مرحوم کا تھا، ان (مولانا فضل رسول بدایونی) کے علاوہ ہندوستان کا کوئی سخت سے سخت خفی عالم بھی ان کے معیار حقیقت پر نہیں اتر سکتا تھا۔ (۱)

مولانا عبدالحکیم شرف قادری لکھتے ہیں:

اس کتاب (بوارق محمدیہ) کو علما و مشائخ نے نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ مولانا غلام قادر بھیروی نے ”اشوارق الصمدیہ“ کے نام سے

(۱) آزادی کی کہانی خود آزادی کی زبانی ص ۱۶۲، حالی پبلی کیشنز دہلی ۱۹۵۸ء

خلاصہ و ترجمہ کیا جو عرصہ ہوا شائع ہو چکا ہے، اس کی وقعت اور مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گلوڑوی نے بھی اسے بطور حوالہ ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ”صاحب بوارق محمدیہ صفحہ ۱۳۱ پر لکھتے ہیں“ (اعلائے کلمۃ اللہ: طبع چہارم، ص: ۱۳۹) دوسری جگہ فرماتے ہیں: ”در بوارق می نویسد امام احمد وغیرہ از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہم آں حدیث روایت کردہ اند“ (مرجع سابق: ۱۶۳) ایک اور جگہ فرماتے ہیں: ”ایں جابر ذکر چند از انفاص متبرکہ کہ حضرت خاتم المحدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ نقل نموده است آنہار مولانا فضل رسول قادری حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکتفا نموده می آید“ (مرجع سابق: ۱۹۵) حضور اعلیٰ گلوڑوی قدس سرہ نے جابجا بوارق محمدیہ کے حوالہ جات نقل کر کے اور ان پر اعتماد کا اظہار کر کے اس کی قبولیت و صداقت پر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔ (۱)

حضرت مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی چودہویں صدی کے آغاز میں پنجاب کے نامور اور جید عالم و مصنف گزرے ہیں، انہوں نے فرقہ و ہابیہ اور علمائے دیوبند کے رد میں ایک ضخیم کتاب ”انوار آفتاب صداقت“ (سنہ تالیف ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۹ء) تصنیف فرمائی، اس میں آپ نے شوارق صدیہ ترجمہ بوارق محمدیہ کے طویل اقتباسات درج فرمائے ہیں۔ (۲)

بوارق محمدیہ کا جواب اور جواب الجواب: مولانا بشیر الدین قنوجی (۳) تیرہویں صدی کے مشہور عالم ہیں، شاہ اسماعیل دہلوی کی تحریک ترک تقلید اور تقویت الایمانی نظریہ شرک و بدعت سے متاثر ہو کر انہیں کے عقائد و افکار کے حامل ہو گئے، شاہ اسماعیل دہلوی کے دفاع اور ان کے

(۱) مقدمہ سیف الجبار: از عبدالحکیم شرف قادری، ص ۱۴۱ مکتبہ رضویہ لاہور، ۱۹۷۳ء

(۲) دیکھیے: انوار آفتاب صداقت: قاضی فضل احمد لدھیانوی، از ص ۵۴ تا ص ۵۵۵، جامعہ اشرفیہ مبارکپور، ۲۰۱۱ء

(۳) مولانا بشیر الدین بن کریم الدین عثمانی قنوجی کی ولادت ۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۸ء میں قنوج میں ہوئی، بریلی میں نشو و نما پائی، حافظ علی احمد بریلوی، مولانا تفضل حسین بریلوی، مولانا محمد حسن بریلوی، شیخ الداد رامپوری مولانا اوحد الدین بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں.....

مخائین کے رد و ابطال میں نئی رسالے تصنیف کیے، اس سلسلے میں فضلاء مدرسہ قادریہ بدایوں سے ان کی خوب معرکہ آرائیاں رہیں، (۱) انہوں نے بوارق محمدیہ کی اشاعت اول (۱۲۶۶ھ / ۱۸۵۰ء) کے تقریباً ۱۴ برس بعد اس کا جواب لکھا، جس طرح بوارق محمدیہ کے دو نام تھے اسی طرح قنوجی صاحب نے اسی ردیف و قافیہ میں اپنی کتاب کے بھی دو نام رکھے:

(۱) الصواعق الالهية لطرد الشياطين اللهانية

(۲) سيف الرحمن على رأس الشيطان

یہ کتاب فارسی میں ہے، اس کا وہ ابتدائی حصہ جس میں بوارق محمدیہ کے مقدمے کا جواب لکھا گیا ہے وہ ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے، یہ ۲۲ صفحات مطبع احمدی آگرہ سے ۱۲۸۰ھ / ۶۴-۱۸۶۳ء

پچھلے صفحہ کا قیہ.....

بلگرامی، اور مولانا قدرت اللہ کھنوی وغیرہ سے تحصیل علم کی، شیخ رحیم الدین بخاری (تلمیذ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی) سے اجازت حدیث حاصل کی، دہلی، مراد آباد، علی گڑھ، کانپور اور ٹونک وغیرہ متعدد مقامات پر مسند درس آراستہ کی، آخر الامر بھوپال کے قاضی مقرر ہوئے اور وہیں پر ۱۲۹۶ھ / ۷-۱۸۷۸ء میں وفات پائی۔ تلامذہ میں مولانا شمس الحق ڈیانوی، مولانا امیر حسن سہوانی، مولانا وحید الزماں لکھنوی اور ڈپٹی کلکٹر سید امداعلی اکبر آبادی وغیرہ قابل ذکر ہیں، تصانیف میں حاشیہ حمد اللہ، حاشیہ میرزا ہد شرح موافق، شرح مؤطا، تخریج احادیث شرح عقائد، کشف المہم شرح مسلم الثبوت وغیرہ مشہور ہیں (بہ تلخیص واختصار از نزہۃ الخواطر: سید عبدالحی رائے بریلوی، ج ۷/ ص ۱۱۳ تا ۱۱۵/ دار عرفات، رائے بریلی ۱۹۹۲ء)

(۱) شاہ محمد اسحاق دہلوی (نواسہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی) کی جانب منسوب کتاب ”مائتہ مسائل اور ”اربعین مسائل“ کے رد میں حضرت سیف اللہ المسلمول نے فارسی زبان میں ”تصحیح المسائل“ لکھی، اس کتاب کے جواب میں مولانا بشیر الدین قنوجی نے فارسی زبان میں ”تفہیم المسائل“ (مطبع مطبع الرحمن، دہلی، صفر ۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۲ء) لکھی، اس کے جواب میں سیف اللہ المسلمول کے بھانجے اور شاگرد مولانا فیض احمد رسوا بدایونی اور مولانا عماد الدین سنہجلی (تلمیذ سیف اللہ المسلمول) نے قلم اٹھایا، اول الذکر نے ”تعلیم الجاہل“، لکھی اور ثانی الذکر کی کتاب کا نام ”افہام الغافل“ (مطبع محبوبی، دہلی، ۱۲۶۹ھ / ۵۳-۱۸۵۲ء) ہے۔

اسی طرح مولانا شاہ سلامت اللہ کشتی بدایونی شمس کانپوری نے مسئلہ میلاد و قیام پر فارسی زبان میں ”اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام“ (سنہ تالیف ۱۲۷۲ھ / ۵۶-۱۸۵۵ء) تصنیف کی تو اس کے رد میں قنوجی صاحب نے ”غایۃ الکلام فی ابطال عمل المولد والقیام“ لکھی، اس کتاب کے جواب میں حضرت تاج الحقول نے قلم اٹھایا اور ”سیف الاسلام المسلمول علی المناع العمل المولد والقیام“ (مطبع الہی، آگرہ) تصنیف فرمائی، یہ تاریخی نام ہے جس سے کتاب کا سنہ تالیف ۱۲۸۱ھ برآمد ہوتا ہے۔ سیف الاسلام کے جواب میں مولانا قنوجی یا ان کے کسی شاگرد نے رسالہ ”مطرقۃ الاسلام“ لکھا، اس کے جواب میں حضرت سید شاہ حسین حیدر برکاتی مارہروی (تلمیذ تاج الحقول) نے ”مصمام الاسلام“ تصنیف کی۔

میں شائع ہوئے، اس کے آٹھ برس بعد کتاب کا باقی حصہ کانپور سے ۱۲۸۸ھ/۷۲-۷۱-۱۸۷۱ء میں شائع ہوا۔ (۱)

مولانا قنوجی کی اس کتاب کا جواب استاذ العلماء مولانا محبت احمد قادری بدایونی (تلمیذ تاج الفحول) نے لکھا، اس کتاب کے بھی دو نام ہیں:

(۱) الطوارق الاحمدية لاستیصال بناء دین النجدية

(۲) صارم الديان علی قرن الشیطان

یہ دونوں تاریخی نام ہیں جن سے کتاب کا سنہ تالیف ۱۲۸۸ھ برآمد ہوتا ہے۔ الطوارق الاحمدیہ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۹ھ/ اگست ۱۸۷۲ء میں مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہوئی، یہ کتاب فارسی میں ہے اور ۱۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

مولانا بشیر الدین قنوجی کی اس کتاب کے جواب میں حافظ بخاری مولانا سید شاہ عبدالصمد سہوانی (تلمیذ رشید تاج الفحول) نے دور سالے تالیف فرمائے:

(۱) الطوارق الصمدیہ لدفع جنود الاشیا طین النجدیہ (یہ تاریخی نام ہے جس سے سنہ تالیف ۱۲۸۸ھ برآمد ہو رہا ہے)

(۲) جمعہ تلخیصات صواعق (یہ بھی تاریخی نام ہے، جس سے ۱۲۸۸ھ برآمد ہو رہا ہے)

اول الذکر میں مولانا قنوجی کے ان اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جو انہوں نے بوارق محمدیہ کے مقدمے پر کیے تھے، اور دوسرے رسالے میں باقی کتاب پر جو ایرادات کیے گئے ہیں ان کا دفاع کیا گیا ہے۔ یہ دونوں رسالے مستقل تصنیف کے ذیل میں نہیں آتے بلکہ ان میں الطوارق الاحمدیہ ہی کے بعض مضامین تلخیص و اختصار کے ساتھ درج کیے گئے ہیں، جیسا کہ رسالہ الطوارق الصمدیہ کی تمہید سے اشارہ ملتا ہے۔

یہ تینوں رسالے (الطوارق الاحمدیہ، الطوارق الصمدیہ اور جمعہ تلخیصات صواعق) ایک ساتھ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۹ھ/ اگست ۱۸۷۲ء میں مطبع نول کشور لکھنؤ سے شائع ہوئے۔ حافظ بخاری کے مذکورہ دونوں رسالے اردو میں ہیں۔

(۱) الطوارق الصمدیہ: عبدالصمد سہوانی، ص: ۱/ مطبع نول کشور لکھنؤ، ۱۲۸۹ھ/ ۷۲-۷۱-۱۸۷۲ء

بوارق محمدیہ اور مولانا ابوالکلام آزاد: بوارق محمدیہ کے بعض مندرجات پر مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب ”تذکرہ“ میں اپنے مخصوص اسلوب میں تنقید بلکہ تضحیک فرمائی ہے، حالانکہ بوارق محمدیہ کے ان مقامات کو بنظر غائر دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اپنی تنقید و تضحیک میں مولانا آزاد حق بجانب نہیں ہیں۔ آج سے ۳۷ برس پہلے ہم نے اپنے ایک مضمون (۱) میں مولانا آزاد کی اس تنقید کا تنقیدی جائزہ لیا تھا، اس مضمون کے بعض ضروری حصے کچھ حذف و اضافے کے ساتھ موقع کی مناسبت اور موضوع کی اہمیت کے پیش نظر یہاں نقل کیے جا رہے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد ”تذکرہ“ میں شیخ ابن تیمیہ کے سلسلے میں علمائے ہند کی بے خبریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لیکن عام علمائے ہند کی بے خبریوں کا اس بارے میں جو حال رہ چکا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ مولوی فضل رسول بدایونی مرحوم سوط الرحمن میں لکھتے ہیں: داؤد ظاہری شیطان کا تبع تھا، اس کے بعد ابن حزم ظاہری پیدا ہوا جو خبیث تھا، پھر ابن حزم کا شاگرد ابن قیم ہوا اور ابن قیم کا شاگرد شقی ابن تیمیہ، ابن تیمیہ نے ایک نیا دین نکالا ”بعض اشرا و بد اطوار، جہلا، فسقہ در حلقۃ انقیادش آمدہ در بلاد اسلامیہ طرفہ ہنگامہ برپا نمودند“۔ اور ان تمام مؤرخانہ تحقیقات کے لیے آخر میں ”طبقات سبکی“ کا حوالہ بھی دیتے ہیں! ایسی ہی تاریخی تحقیقات اکبر کے زمانے میں بھی بعض محققین نے کی تھیں چوں سکندر ذوالقرنین باعانت رستم شاہ بابل در میدان پانی پت با محمود غزنوی پیکار نمودہ چنانکہ فردوسی در سکندر نامہ تفصیل حاش پر داختم۔ کجا ابن حزم اور کجا ابن قیم؟ بینہما مفاوز تنقطع فیہا اعناق المطی پھر لطف یہ کہ ابن تیمیہ ابن قیم کے شاگرد تھے اور ابن تیمیہ کے ساتھی صرف اشرا و جہلا تھے! اللہ تعالیٰ ہم سب کی کوتاہیاں معاف فرمائے اور جو گزر چکے ہیں ان کی مغفرت۔ (۱)

(۱) ”مولانا ابوالکلام آزاد کا تسامح“، مطبوعہ ماہنامہ جام نور دہلی، شمارہ اکتوبر ۲۰۰۹ء

ہمیں اسسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ بوارق محمدیہ کی فارسی عبارتوں کی اردو تعبیر میں مولانا آزاد سے لغزش ہوئی ہے، داؤد ظاہری کے بارے میں مصنف بوارق محمدیہ نے لکھا تھا:

داؤد بن علی اصہبانی محدث جلیل الشان مبتلاے وسوسہ شیطانی گردیدہ قائل  
مخلوق قرآن وحدوث آں گشتہ۔ (۲)

ترجمہ: داؤد بن علی اصہبانی جو محدث جلیل تھے شیطانی وسوسہ میں مبتلا ہو کر  
قرآن کے مخلوق اور حادث ہونے کے قائل ہو گئے۔

ابن حزم ظاہری کے بارے میں مصنف نے لکھا تھا:

دقیقہ در توہین وتذلیل بلکہ تفسیق وتکفیر ائمہ دین فرو گذاشت نہ نمودہ و کتب  
عدیدہ تصنیف کردہ ہر گاہ بحث باطن او ظاہر گردید علما و صلحاے عصر باتفاق  
امام ابوالولید باجی کہ از عراق طلبیدہ بودند ابن حزم را بزیر حساب آورده،  
کتب اورا در مجمع پیش کردہ ابن حزم را چنانچہ باید و شاید عاجز و ساکت  
ساختہ در ہماں محفل آں کتب را چاک کردہ باتش سوختند (۳)

ترجمہ: (ابن حزم نے) ائمہ دین کی توہین وتذلیل بلکہ تفسیق وتکفیر میں کوئی  
دقیقہ نہیں چھوڑا، متعدد کتابیں تصنیف کیں، جب اس کا بحث باطن ظاہر ہو  
گیا تو اس زمانے کے علما و صلحا نے امام ابوالولید باجی کے ساتھ جن کو عراق  
سے بلوایا گیا تھا ابن حزم کا محاسبہ کیا۔ ان کی کتابیں مجمع عام میں پیش کی  
گئیں اور ابن حزم کو (بحث میں) عاجز و ساکت کر دیا گیا۔ اسی محفل میں  
ان کی کتابیں چاک کر کے نذر آتش کر دی گئیں۔

پھر صرف ایک سطر کے بعد مصنف کتاب نے ایک انصاف پسند ناقد کی حیثیت سے ابن حزم کی  
غزات علمی کا بھی اعتراف کیا ہے:

(۱) تذکرہ، ص: ۲۵۰، ۲۵۱، مرتبہ مالک رام، ساہتیہ اکیڈمی دہلی، ۱۹۹۰ء

(۲) بوارق محمدیہ، ص: ۲۹

(۳) بوارق محمدیہ، ص: ۳۰

غزرات میں از کتب او ظاہر فاما بسبب جرات لیسر الا غلط و حیلے بے احتیاط (۱)  
ترجمہ: ان کی کتابوں سے ان کی غزرات علمی ظاہر ہے، مگر جرأت کے سبب  
بڑی غلطیاں کرنے والے اور بڑے بے احتیاط تھے۔

مصنف بوارق محمدیہ کی اصل عبارت پڑھنے کے بعد اب مولانا آزاد کے الفاظ دوبارہ پڑھیے کہ  
”داؤد ظاہری شیطان کا متبع تھا، اس کے بعد ابن حزم ظاہری پیدا ہوا جو خبیث تھا“، ایسا لگتا ہے کہ  
یہاں ”حب علی“ اور ”بغض معاویہ“ دونوں جذبوں نے ایک ساتھ اپنا جلوہ دکھایا ہے۔ حقیقت یہ  
ہے کہ مصنف نے داؤد ظاہری اور ابن حزم کے بارے میں چند سطروں میں جو منصفانہ تنقید فرمائی  
ہے اس کو سامنے رکھ کر آپ کتب طبقات کھگال ڈالیں اس کے نتیجے میں ان دونوں حضرات کی  
شخصیت کا جو مرقع بنے گا اس پر یہ چند سطر یہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ منطبق ہوتی نظر  
آئیں گی۔

بوارق محمدیہ کے حوالے سے مولانا آزاد نے تیسری بات یہ لکھی ہے کہ ”پھر ابن حزم کا  
شاگرد ابن قیم ہوا“، اور اس پر اپنے مخصوص انداز میں چوٹ کرتے ہیں کہ ”کجا ابن حزم اور کجا ابن  
قیم؟ بینہما مفاوز تنقطع فیہا اعناق المطی“ اس ریمارک پر ہم مولانا آزاد کو معذور سمجھتے  
ہیں کیوں کہ یہ غلط فہمی کا تب کی مہربانی کی وجہ سے پیدا ہو گئی۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ بوارق محمدیہ ۱۲۶۵ھ میں تالیف کی گئی، جو اگلے سال ۱۲۶۶ھ  
/ ۱۸۵۰ء میں منظر عام پر آئی، اس میں جگہ جگہ کتابت کی اغلاط موجود تھیں، مصنف نے ابن قیم  
کے بارے میں یہ لکھا تھا:

پس ازاں ابن قیم وغیرہ تلامذہ اش ہم بتائید او برخاستند و کتا بہاے عجیبہ  
تصنیف نمودند۔

ترجمہ: ان کے بعد ان کے شاگرد ابن قیم وغیرہ ان کی تائید میں اٹھ  
کھڑے ہوئے اور عجیب و غریب کتابیں تصنیف کیں۔

یہ جملہ مصنف نے اپنے مسودے کے حاشیے پر لکھا تھا جس کو ابن تیمیہ کے ذکر کے بعد آنا تھا اور



بات بالکل درست تھی کہ ابن تیمیہ کے بعد ان کے شاگرد ابن قیم ان کی تائید میں اٹھ کھڑے ہوئے، مگر کاتب نے غلطی سے اس جملے کو ابن حزم کے ذکر کے بعد اور ابن تیمیہ کے ذکر سے پہلے کتابت کر دیا اب مفہوم یہ بن گیا کہ ”ابن حزم کے بعد ان کے شاگرد ابن قیم اٹھ کھڑے ہوئے“، اس پر مولانا آزاد کو ایک خوبصورت عربی جملہ چسپاں کرنے کا موقع ہاتھ آ گیا۔

جب بوارق محمدیہ شائع ہو کر آئی تو فوراً مصنف کو کتابت کی اس غلطی کا احساس ہو گیا، میں تو اس کو حضرت سیف اللہ المسلمول کی فراست ایمانی ہی کہوں گا کہ انہوں نے مولانا آزاد کے اس ریمارک سے ستر برس پہلے ہی حقیقت کی وضاحت کر کے مولانا کے ریمارک کو بے وزن کر دیا۔ بوارق محمدیہ کی تالیف کے بعد ۱۲۶۶ھ ہی میں حضرت نے ”اکمال فی بحث شد الرحال“ (یہ بھی تاریخی نام ہے) تصنیف فرمائی، جس میں بوارق محمدیہ کی زیر بحث عبارت کا خلاصہ درج کیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرمادیا:

کاتب مطبع ذکر ابن قیم را کہ بر حاشیہ مسودہ بود از غلطی بالائے ذکر ابن تیمیہ  
نوشتہ است (۱)

ترجمہ: کاتب مطبع نے ابن قیم کے ذکر کو جو مسودے کے حاشیہ میں تھا ابن تیمیہ کے ذکر کے اوپر لکھ دیا۔

مصنف کی وفات کے چند سال بعد جب بوارق محمدیہ دوبارہ بڑی تقطیع پر شائع ہوئی (۲) تو اس میں اس غلطی کی اصلاح کر لی گئی اور ابن قیم کے ذکر کو ان کے استاذ ابن تیمیہ کے ذکر کے بعد درج کر دیا گیا۔ بوارق محمدیہ کے قدیم و جدید دونوں نسخے اس وقت ہمارے پیش نظر ہیں یہ عبارت کتابت کی مذکورہ غلطی کے ساتھ طبع اول کے ص ۲۹ پر ہے اور تصحیح کے ساتھ طبع دوم کے ص ۲۴ پر۔ مولانا آزاد کے مطالعے میں طبع اول والا نسخہ آیا ہوگا جس میں کاتب کی مہربانی شامل تھی اسی لیے ہم نے لکھا تھا کہ اس معاملے کی حد تک ہم مولانا کو معذور سمجھتے ہیں۔

مولانا آزاد بوارق محمدیہ کے بارے میں چوتھی بات یہ لکھتے ہیں کہ ”پھر لطف یہ کہ ابن تیمیہ

(۱) اکمال فی بحث شد الرحال: ص ۸، مطبع الہی، آگرہ، ۱۲۶۶ھ

(۲) اس نسخے کے سنی طبع کے بارے میں ہم گزشتہ صفحات میں اشارہ کر چکے ہیں۔

ابن تیم کے شاگرد تھے؛ ہمیں اس بات کا اعتراف کرنے میں لونی تا مل نہیں کہ یہ سہو ہے لیوں کہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ابن تیم ابن تیمیہ کے شاگرد تھے نہ کہ اس کا برعکس، مگر یہ سہو مصنف بوارق محمدیہ کا نہیں بلکہ خود مولانا آزاد کا ہے، کیوں کہ بوارق محمدیہ میں سرے سے اس عبارت کا وجود ہی نہیں ہے، ”تذکرہ“ کے مرتب وحاشیہ نگار مالک رام نے علمی امانت کے تحت حاشیے میں بات صاف کر دی ہے، لکھتے ہیں:

یہ سہو ہے، مولوی فضل رسول نے ابن تیمیہ کو ابن تیم کا شاگرد نہیں کہا۔ (۱)

مولانا آزاد نے مصنف بوارق محمدیہ کی جانب ”سہو“ جو عبارت منسوب کر دی ہے اس پر ناطقہ سر بگمربیاں اور خامہ انگشت بدنداں ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا؟

مصنف بوارق محمدیہ نے شیخ ابن تیمیہ کے بارے میں لکھا تھا:

بعضے اشرا بد اطوار از جہلہ و فسقہ بحلقہ انقیادش آمدہ در بلاد اسلامیہ طرفہ

ہنگامہ برپا نمودند (۲)

ترجمہ: جہلا و فاسقین میں سے بعض اشرا بد اطوار ان کے حلقے میں داخل

ہوئے اور بلاد اسلامیہ میں عجب ہنگامہ برپا کر دیا۔

اس پر مولانا آزاد عجب کے ساتھ لکھتے ہیں:

اور ابن تیمیہ کے ساتھی صرف اشرا و جہلا تھے!۔

اس پر عرض ہے کہ علامہ ابن تیمیہ کی شخصیت ابتدا ہی سے مختلف فیہ اور متنازع رہی ہے، گزشتہ ۶۷۷ سال میں علامہ موصوف کی مدح و ستائش اور ان پر رد و قدح کے سلسلے میں ہزاروں صفحات سیاہ کیے جا چکے ہیں، یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ ہمیں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ بوارق محمدیہ لکھتے وقت مصنف کے سامنے امام سبکی کی طبقات الشافعیہ تھی، جیسا کہ ان کے اس جملے سے واضح ہوتا ہے کہ ”در طبقات سبکی تمام ماجرا موجود“ لہذا انہوں نے جو کچھ لکھا طبقات سبکی پر اعتماد کرتے ہوئے لکھا، اب اگر اس سلسلے میں الزام کا کوئی داغ لگتا ہے تو امام سبکی کا دامن داغ دار ہوگا

(۱) حواشی تذکرہ، ص: ۴۵۲، ساہتیہ اکیڈمی دہلی ۱۹۹۰ء

(۲) بوارق محمدیہ، ص: ۳۲

مصنف بوارق محمدیہ اپنے ماخذ کا حوالہ دے کر اس الزام سے بری ہیں۔ دوسری بات یہ کہ جہاں تک شیخ ابن تیمیہ کے ساتھیوں کے بارے میں اس خاص جملے کا تعلق ہے تو یہ بھی مصنف بوارق محمدیہ کا طبع زاد نہیں ہے، خود شیخ ابن تیمیہ کے شاگرد رشید امام ذہبی نے شیخ کے ساتھیوں کے بارے میں اس سے زیادہ سخت الفاظ استعمال کیے ہیں۔ امام ذہبی نے اپنے استاذ ابن تیمیہ کی فہمائش کے لیے ان کو ایک خط لکھا تھا، علمی حلقوں میں یہ خط ”النصيحة الذهبية“ کے نام سے مشہور ہے۔ امام ذہبی شیخ ابن تیمیہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ترجمہ: میں گمان نہیں کرتا کہ آپ میری بات مانیں گے اور میری نصیحت پر کان دھریں گے، بلکہ آپ کے اندر تو اتنی ہمت ہے کہ میرے اس ایک ورق کے رد میں کئی جلدیں لکھ ڈالیں اور مجھے برا بھلا کہیں اور آپ اس وقت تک مجھ پر برستے رہیں گے جب تک میں یہ نہ کہہ دوں کہ میں ساکت ہوا، جب مجھ جیسے شخص کی نظر میں آپ کا یہ حال ہے جو کہ آپ کا مشفق، آپ سے محبت کرنے والا اور آپ کا چاہنے والا ہے تو پھر آپ کے دشمنوں کی نظر میں آپ کا کیا حال ہوگا، خدا کی قسم آپ کے دشمنوں میں صلحا و فضلا اور عقلا ہیں جیسا کہ آپ کے حمایتیوں میں فاجر، جھوٹے، جاہل اور ناقص لوگ ہیں۔

شیخ ابن تیمیہ کے ساتھیوں کے بارے میں صاحب بوارق محمدیہ نے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں لکھا ہے۔ امام ذہبی کی یہ نصیحت سبکی کی طبقات شافعیہ میں بھی ہے اور الگ سے امام زاہد کوثری کی تعلیقات کے ساتھ بھی شائع ہو چکی ہے، اس کے مخطوطے کا اسکین انٹرنیٹ پر موجود ہے اور وہیں سے Download کر کے ہمارے کمپیوٹر میں بھی محفوظ ہے۔

یہاں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ ہم اس بات سے غافل نہیں ہیں کہ بعض حضرات نے اس مکتوب کو فرضی اور جھوٹا ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔ محمد بن ابراہیم الشیبانی کا رسالہ ”التوضیح الجلی فی الرد علی النصیحة الذهبیة المنحولۃ علی الامام الذہبی“ ہمارے علم میں ہے۔ اس کے علاوہ امام ذہبی کی کتاب ”المہذب فی اختصار

اسن البیڑ کے مقدمے میں بھی استاذ زکریا علی یوسف نے ”النصیحة الذهبیة مزورة“ کے عنوان سے (ص ۴ تا ص ۷) اس سلسلے میں داد تحقیق دی ہے۔ اسی کتاب کے جز اول کے آخر میں (ص ۴۹۱ تا ص ۵۰۱) محقق محمد حسین العقیلی نے بھی اس پر کلام کیا، ان حضرات نے داخلی اور خارجی شواہد کی روشنی میں یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ یہ امام ذہبی کا خط نہیں ہے بلکہ شیخ ابن تیمیہ کے کسی مخالف (غالباً ابن قاضی شہبہ) نے اس کو لکھ کر ذہبی کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ ان حضرات نے جو دلائل دیے ہیں ان سب پر بحث و نظر کی گنجائش ہے اور جو حضرات اس کو امام ذہبی کی طرف منسوب کرتے ہیں ان کے پاس بھی اس سلسلے میں ٹھوس اور مضبوط دلائل ہیں۔ اس تمام رد و قدح کی تفصیل کے لیے ایک مستقل مقالہ درکار ہے۔ مختصر یہ کہ صاحب بوارق محمدیہ نے شیخ ابن تیمیہ کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں لکھی ہے جو پہلے سے نہ کہی جا رہی ہو۔

تقریباً ایک صفحہ آگے جانے کے بعد مولانا آزاد پھر پلٹ کر بوارق محمدیہ پر حملہ کرتے ہیں:

صاحب سوط الرحمن نے امام داؤد ظاہری کی نسبت جو لعن و طعن کیا ہے تو یہ

دوسری مصیبت ہے اور عامہ علماء ہند کی بے خبریوں کی ایک واضح

مثال۔

اس پر کچھ عرض کرنے سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ صاحب بوارق محمدیہ نے امام داؤد ظاہری پر جو ”لعن و طعن“ کیا ہے اس کا حرف بحرف ترجمہ یہاں نقل کر دیں تاکہ آگے بات سمجھنے میں آسانی ہو۔

”داؤد بن علی اصہبانی جو جلیل الشان محدث تھے، شیطان کے وسوسے میں

بتلا ہو کر قرآن کے مخلوق اور حادث ہونے کے قائل ہو گئے، قیاس کے رد

میں ایک رسالہ املا کروایا، اس وقت کے اکابر نے ہر چند فہمائش کی کہ تم

قیاس کو رد کرتے ہوئے اور خود ہی قیاس کو رد کرنے کے لیے سیکڑوں قیاس

کرتے ہو یہ کیا بلا ہے؟ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، بالآخر ہر طرف سے

سرزنش کی نوبت آئی اور داؤد کے رد و اخراج کا فیصلہ قرار پایا۔ جس جگہ بھی

وہ جاتے تھے یہی حکم (یعنی رد و اخراج کا) ان کا ہم سفر ہوا کرتا تھا، جس

وقت نیشاپور سے ان کے اساتذہ محمد بن یحییٰ ذہبی اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ ان کے رد و اخراج کا سبب بنے تو وہ وہاں سے بغداد آ گئے اور امام احمد بن حنبل کی مجلس میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ امام احمد بن حنبل ان کے سوئے اعتقاد کا حال جانتے تھے لہذا اپنی محفل میں باریابی کی اجازت نہیں دی۔ امام احمد کے صاحبزادے نے عرض کیا، داؤد انکار کرتے ہیں (یعنی ان کے بارے میں جو بدعتیہ کی منسوب ہے اس سے انکار کرتے ہیں) امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ محمد بن یحییٰ ذہلی زیادہ سچے ہیں، انھوں نے داؤد کا حال مجھے لکھ کر بھیجا ہے، خبر دار وہ (داؤد) میرے سامنے نہ آئے۔ سعید بن عمرو البرزعی نے کہا کہ ہم ابو زرعة کی مجلس میں تھے کہ عبد الرحمن بن خراش نے کہا کہ داؤد کافر ہے اور وراق داؤد نے ابو حاتم سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے داؤد کے بارے میں کہا کہ وہ گمراہ اور گمراہ گر تھا، اس کے وسوسوں اور خطرات کی طرف توجہ نہیں کرنا چاہیے۔ خلاصہ کلام یہ کہ اس وقت کالمین کی کثرت اور سید المرسلین ﷺ کے عہد مبارک سے قرب کی وجہ سے داؤد کے فساد کا سلسلہ زیادہ لمبا نہیں چلا اور علمائے اعلام کی کوششوں سے اس کا پایہ اعتبار ساقط ہو گیا۔“ (۱)

داؤد ظاہری کے ”محدث جلیل الشان“ ہونے، قیاس کو رد کرنے، خلق قرآن کے قائل ہونے اور ان کے جلاوطن کیے جانے کے یہ سب معاملات کوئی ایسے راز ہائے سر بستہ نہیں ہیں کہ مولانا آزاد جیسے ”ہمدان“ سے پوشیدہ رہ گئے ہوں۔ لسان المیزان، تذکرۃ الحفاظ، تاریخ بغداد، آپ کوئی بھی کتاب اٹھائیں آپ کو الفاظ و اسلوب کے ذرا فرق کے ساتھ یہ سب باتیں مل جائیں گی۔ امام احمد بن حنبل کے سلسلے میں مصنف نے جو واقعہ لکھا ہے اس کو حافظ ابن حجر کی زبانی بھی ملاحظہ کر لیں:

قلت و قد اراد الدخول علی الامام احمد فمنعه وقال كتب

الشی محمد بن یحییٰ الذہلی فی امرہ وانہ زعم ان القرآن  
محدث فلا یقر بنی فقیل یا ابا عبد انہ ینتفی من هذا وینکرہ  
فقال محمد بن یحییٰ اصدق منه. (۱)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ (داؤد ظاہری نے) امام احمد کی مجلس میں داخل  
ہونے کا ارادہ کیا تو آپ نے ان کو منع کر دیا اور فرمایا کہ محمد بن یحییٰ ذہلی  
نے مجھے ان کے بارے میں لکھ بھیجا ہے کہ وہ قرآن کو حادث سمجھتے ہیں۔ وہ  
ہرگز میرے قریب نہ آئیں، امام احمد سے کہا گیا کہ اے ابو عبد اللہ وہ ان  
تمام باتوں کا انکار کرتے ہیں، اس پر آپ نے فرمایا کہ محمد بن یحییٰ اس کے  
مقابلے میں زیادہ سچے ہیں۔

اسی واقعے کو قدرے تفصیل کے ساتھ خطیب بغدادی نے بھی نقل کیا ہے (۲)  
مصنف بوارق محمدیہ اور حافظ ابن حجر کی عبارتوں میں اس کے علاوہ اور کوئی فرق نہیں ہے کہ ایک  
فارسی میں ہے اور دوسری عربی میں۔

صاحب بوارق محمدیہ نے سعید بن عمرو کے حوالے سے جو واقعہ لکھا ہے وہ خطیب بغدادی کی زبانی  
ملاحظہ کریں:

حدثنا سعید بن عمرو البروذعی قال کنا عند ابی زرعة  
فاختلف رجلان من اصحابنا فی امر داؤد الاصبهانی  
والمزنی وهم فضل الرازی وعبدالرحمن بن خراش  
البغدادی فقال ابن خراش داؤد کافر. (۳)

ترجمہ: ہم سے سعید بن عمرو البروذعی نے بیان کیا کہ ہم لوگ ابو زرعة کی  
مجلس میں تھے، ہمارے اصحاب میں سے دو لوگوں نے داؤد اصفہانی اور

(۱) لسان المیزان: حافظ ابن حجر عسقلانی ج: ۲/ص: ۴۲۲، مؤسسة العلمی بیروت ۱۴۰۶ھ

(۲) دیکھیے تاریخ بغداد ج: ۸/ص: ۳۷۴، دارالکتب العلمیہ بیروت

(۳) تاریخ بغداد ج: ۲/ص: ۳۷۳، دارالکتب العلمیہ بیروت

افرنی کے بارے میں اختلاف کیا یہ دونوں (اختلاف کرنے والے)  
 فضل رازی اور عبدالرحمن بن خراش البغدادی تھے۔ ابن خراش نے کہا کہ  
 داؤد کا فر ہے۔

یہاں بھی مصنف بوارق محمدیہ کا اس سے زیادہ اور کوئی قصور نہیں ہے کہ انھوں نے تاریخ بغداد سے  
 اس روایت کا ترجمہ نقل کر دیا ہے۔

صاحب بوارق محمدیہ نے وراق داؤد کے حوالے سے امام ابو حاتم کا جو قول نقل کیا ہے کہ  
 داؤد ”گمراہ اور گمراہ گر تھے“، یہ بات بھی انہوں نے اس طرح ہوا میں نہیں لکھی جیسے مولانا آزاد  
 نے صاحب بوارق محمدیہ کی طرف منسوب کر کے ایک فرضی بات لکھ دی تھی جس پر مالک رام کو تصحیح  
 کرنا پڑی بلکہ وراق داؤد کے حوالے سے امام ابو حاتم کا یہ قول حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں  
 نقل کیا ہے (۱)

امام ابو حاتم رازی نے ”امام داؤد ظاہری کی نسبت جو لعن طعن کیا ہے“ چلتے چلتے اس کو بھی  
 دیکھتے چلیے تاکہ ہمارا یہ سوال اور مضبوط ہو سکے کہ آخر مصنف بوارق محمدیہ نے ایسی کون سی بات لکھ  
 دی تھی کہ ان کی عبارت ”بے خبری کی ایک واضح مثال“ قرار پائی، ابو حاتم فرماتے ہیں:

روى عن اسحاق الحنظلي وجماعة من المحدثين وتفقه  
 للشافعي رحمه الله تعالى ثم ترك ذلك ونفى القياس  
 والف في الفقه على ذلك كتباً شذ فيه عن السلف وابتدع  
 طريقة هجره اكثر اهل العلم عليها وهو مع ذلك صدوق  
 في روايته ونقله واعتقاده إلا ان رأيه اضعف الاراء وابتعد  
 هامن طريق الفقه واكثرها شذوذاً. (۲)

ترجمہ: داؤد ظاہری نے اسحاق حنظلی اور محدثین کی ایک جماعت سے  
 روایت کی ہے مذہب شافعی پر فقہ حاصل کیا، پھر اس کو ترک کر دیا، قیاس کی

(۱) دیکھیے لسان المیزان ج: ۲/ ص: ۴۲۳

(۲) لسان المیزان: حافظ ابن حجر ج: ۲/ ص: ۴۲۳

سٹی کی اور فقہ میں اسی طریقہ پر (یعنی سنی فیس کے طریقے پر) مبنی کتابیں لکھیں، جن میں سلف صالحین کے طریقے سے الگ ہو گئے اور ایک نیا طریقہ ایجاد کیا، اس طریقہ کی بنیاد پر اکثر اہل علم نے ان کو چھوڑ دیا، لیکن اس کے باوجود وہ اپنی روایت، نقل اور اعتقاد میں سچے تھے، مگر ہاں ان کی رائے کمزور ترین، طریق فقہ سے بعید اور اکثر شاذ ہوا کرتی تھی۔

ہمارے خیال میں لسان المیزان میں درج اس ”لعن طعن“ کے مقابلے میں بوارق محمدیہ کا ”لعن طعن“ پھر بھی ہلکا ہے۔ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ صرف بوارق محمدیہ کے مصنف ہی مولانا کے مورد لطف و کرم ٹھہرے! اگر داؤد ظاہری کے بارے میں بوارق محمدیہ کی عبارت بے خبری کی دلیل ہے تو آخر پھر امام ابو حاتم رازی، حافظ ابن حجر عسقلانی اور خطیب بغدادی کو بھی ”بے خبر“ کیوں نہ قرار دے دیا جائے؟

داؤد ظاہری، ابن حزم، ابن تیمیہ اور ابن قیم وغیرہ کے بارے میں بوارق محمدیہ کی تحقیقات کا مذاق اڑاتے ہوئے مولانا رقم طراز ہیں:

ایسی ہی تاریخی تحقیقات اکبر کے زمانے میں بھی بعض محققین نے کی تھیں  
چوں سکندر ذوالقرنین باعانت رستم شاہ بابل در میدان پانی پت با محمود  
غزنوی پیکار نمودہ چنانکہ فردوسی در سکندر نامہ تفصیل حالش پرداختہ۔ (۱)  
(جب سکندر ذوالقرنین نے بادشاہ بابل رستم کی مدد سے پانی پت کے میدان میں محمود غزنوی سے جنگ کی جیسا کہ فردوسی نے سکندر نامہ میں اس کی تفصیل بیان کی ہے۔)

تفنن طبع کے طور پر ہم نے بھی یہ جملہ پڑھا اور اس کا لطف اٹھایا اس فارسی جملے کے باموقع اور برجستہ استعمال (جو مولانا کا خاص وصف ہے) پر مولانا آزاد کو داد دے جاسکتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بوارق محمدیہ کی مذکورہ تحقیقات سے اس جملے کا اتنا ہی تعلق ہے جتنا ذوالقرنین کا محمود غزنوی یا فردوسی کا سکندر نامے سے۔



دیانت دارانہ اور منصفانہ تنقید کا تقاضا ہے کہ ہم آخر میں ایک اہم بات کی طرف اشارہ کر دیں ممکن ہے مولانا آزاد کا کوئی وکیل صفائی یہ دلیل دے کہ ”تذکرہ“ مولانا نے رانچی کے زمانہ نظر بندی میں تالیف کی تھی، جہاں ان کے پاس سوائے دو چار کتابوں کے کوئی ذخیرہ کتب نہیں تھا۔ انھوں نے جو کچھ بھی لکھا اپنی یادداشت کی بنیاد پر لکھا، وہ خود تذکرہ کے آخر میں اس کا اعتراف کرتے ہیں:

تمام کتابیں کلکتہ میں پڑی ہیں، بجز اپنے قلمی مسودات اور ایک نسخہ مصحف کے اور کوئی کتاب ہمراہ نہیں، جب یہ تذکرہ لکھنا شروع کیا تو بعض حالات کے لیے صرف تذکرۃ الواصلین، اخبار الاخیار اور طبقات اکبری منگوالی اور بعد کو منتخب التواریخ بھی آگئی، ان کے سوا کوئی کتاب پیش نظر نہیں رہی ہے جو کچھ لکھا ہے صرف اپنے حافظے کے اعتماد پر لکھا ہے۔ (۱)

چند سطور کے بعد پھر لکھتے ہیں:

پس جو کچھ حافظے میں محفوظ تھا حوالہ قلم کر دیا۔ (۲)

”تذکرہ“ میں مولانا نے فقہ و عقائد کے مسائل، تاریخ و سیرت کے مباحث، بے شمار کتابوں اور مصنفین کے تذکرے، علما کی عبارتیں اور سیکڑوں عربی فارسی اردو اشعار محض اپنے حافظے اور یادداشت کی بنیاد پر قلم برداشتہ لکھ دیے ہیں، ایسی صورت میں اگر سوط الرحمن کی چند عبارتوں کی تعبیر میں ”تساح“ ہو گیا تو کیا قیامت آگئی؟

اس پر ہم عرض کریں گے کہ یہ بات مولانا آزاد کی ذہانت و ذکاوت، غیر معمولی قوت حفظ اور زبردست علمی استحضار کی دلیل تو بن سکتی ہے مگر مولانا کے اس ”تساح“ نے مولانا فضل رسول بدایونی جیسے محقق و عالم، خداسیدہ بزرگ اور ذمہ دار مصنف کی جو تحقیقی ثقاہت مجروح کی ہے اس کا کفارہ نہیں بن سکتی۔

بوارق محمدیہ کا ترجمہ شوارق صدیہ: پنجاب کے جلیل القدر عالم اور صوفی حضرت مولانا غلام

(۱) تذکرہ، ص: ۳۳۸

(۲) حوالہ مذکور

قادر پٹنسی بھیروی (ملیڈ پٹنسی صدر الدین آزر دہ) نے بوارق محمدیہ کی اہمیت اور پنجاب کے مسلمانوں کو وہابی تحریک کے عقائد و نظریات سے آگاہ کرنے کے لیے اس کا اردو ترجمہ کیا، یہ ترجمہ ”شوارق صمدیہ“ کے نام سے ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے جو مطبع گلزار محمدی لاہور سے سنہ ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲-۸۳ء میں شائع ہوا، شوارق صمدیہ مکمل کتاب کا ترجمہ نہیں ہے، بلکہ صرف کتاب کے مقدمے اور باب اول کی ابتدائی بحث کو اردو کا جامہ پہنایا گیا ہے، سرورق پر ”قسط اول“ لکھا ہے، اور جہاں ترجمہ ختم ہوا ہے وہاں ”باقی آئندہ“ درج ہے، اس سے خیال ہوتا ہے کہ مترجم پوری کتاب کا ترجمہ دو یا اس سے زیادہ حصوں میں شائع کرنا چاہتے تھے، پہلی قسط مکمل ہوئی تو اس کو شائع کر دیا گیا۔ ممکن ہے بعد میں دوسری یا تیسری قسط بھی شائع ہوئی ہو، لیکن اس سلسلے میں راقم سطور کو معلومات دستیاب نہیں ہو سکیں۔

یہ ترجمہ لفظی نہیں ہے بلکہ مترجم نے اختصار و تلخیص سے کام لیا ہے، آج سے ایک صدی قبل مذہبی حلقوں میں جس قسم کی زبان رائج تھی اس کو دیکھتے ہوئے ترجمہ سلیس، رواں اور عام فہم ہے۔

بوارق محمدیہ کے مترجم علامہ غلام قادر بھیروی: قدوة العلماء زبدة الاصفیا مولانا غلام قادر بھیروی ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۹ء میں قصبہ بھیرہ ضلع سرگودھا (پنجاب، پاکستان) میں پیدا ہوئے، والد گرامی کا نام مولانا غلام حیدر بھیروی ہے، لاہور میں رہ کر حضرت مولانا غلام محی الدین بگوی (۱۲۷۳ھ) اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا احمد الدین بگوی نقشبندی (۱۲۶۸ھ) سے معقول و منقول کی تحصیل کی، پھر دہلی میں مفتی صدر الدین آزر دہ دہلوی صدر الصدور کی خدمت میں حاضر ہو کر اخذ علوم کیا اور سند فراغت حاصل کی۔ علوم سے فراغت کے بعد لاہور واپس آئے اور وعظ و ارشاد کی مجلس آراستہ فرمائی، شاہی مسجد لاہور کے خطیب و امام اور بعد میں متولی مقرر کیے گئے۔

۱۸۷۹ء میں اورینٹل کالج لاہور میں عربی کے نائب استاذ مقرر ہوئے، اور دو سال تک کالج میں تدریس کے فرائض انجام دیے، کالج کی ملازمت کے زمانے میں انگریز حکومت نے کسی فتوے پر تصدیق چاہی، یہ فتویٰ آپ کے عقیدہ و مسلک سے ہم آہنگ نہیں تھا اس لیے آپ نے تصدیق سے انکار کر دیا اور احتجاجاً کالج کی ملازمت سے مستعفی ہو گئے۔

اس کے بعد دارالعلوم نعمانیہ لاہور میں درس و تدریس کا آغاز کیا اور ایک زمانے نے آپ

سے استفادہ کیا۔

نہایت متصلب سنی صحیح العقیدہ، پرہیزگار اور باخدا بزرگ تھے، مولانا غلام دستگیر ناسی نے لکھا ہے کہ ”آپ کو لاہور کا قطب سمجھا جاتا ہے“۔

حمایت حق اور تردید باطل کا خاص اہتمام تھا، مرزا غلام احمد قادیانی کا بالکل ابتدائی زمانے میں رد کیا، اس کے علاوہ لاہور میں دیگر بد مذہب اور گمراہ فرقوں کی تردید میں سرگرم رہے۔  
مندرجہ ذیل حضرات نے آپ کی درس گاہ سے استفادہ کیا:

(۱) امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری

(۲) مولانا محمد عالم آسی امرتسری

(۳) مولانا نبی بخش حلوائی

(۴) مولانا غلام احمد حافظ آبادی

(۵) مولانا غلام حیدر قریشی پونچھوی

(۶) قاضی آفرالدین

(۷) صوفی غلام قادر چشتی سیالوی

(۸) مولانا محمد ضیاء الدین قادری مہاجر مدنی

سلسلہ عالیہ چشتیہ میں شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ (وفات ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء) سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت سے نوازے گئے، حضور غوث اعظم سے نسبت ایسی حاصل تھی اسی لیے آپ کے احوال پر قادریت کا غلبہ تھا۔

تدریس، اوراد و اشغال اور رشد و ہدایت کی مشغولیت کے باوجود آپ نے تصنیف و تالیف کا ایک قابل قدر ذخیرہ چھوڑا، تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اسلام کی گیارہ کتابیں (دینی تعلیم کا نصاب)

(۲) شوارق صمدیہ (زیر نظر کتاب)

(۳) نماز حضوری

(۴) ختمات خواجگان

(۵) مس اخفیه بجواب نور اخفیه (مسئلہ وحدۃ الوجود)

(۶) نور الربانی فی مدح الحبوب السبانی

(۷) شمس الضحیٰ فی مدح خیر الوری

(۸) نماز ضروری

(۹) حقیقت انوار محمدیہ

(۱۰) جوہر ایمانی

(۱۱) عکازہ در صلوٰۃ جنازہ

(۱۲) فاتحہ خوانی

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ / ۱۰ اپریل ۱۹۰۹ء کو واصل بحق ہوئے۔ بیگم شاہی مسجد لاہور میں

آخری آرام گاہ قرار پائی۔

یہ آپ کی مقبولیت کی دلیل ہے کہ آپ کے جنازے میں خلق خدا کا ایسا ہجوم دیکھا گیا

کہ قتل دھرنے کو جگہ نہیں تھی۔ (۱)



---

(۱) مترجم کے یہ حالات مندرجہ ذیل کتابوں سے تلخیص و اختصار کے ساتھ اخذ کیے گئے ہیں:

☆ تذکرہ اکابر اہل سنت (پاکستان) عبدالحکیم شرف قادری، از ص ۳۲۶ تا ۳۳۰، مطبوعہ فیاض الحسن بک سیلر کراچی، سنہ ندارد

☆ تذکرہ علمائے اہل سنت: مولانا محمود احمد رفعتی، ص ۱۹۴، مطبوعہ خانقاہ قادریہ اشرفیہ، اسلام آباد بھوانی پور، مظفر پور

(انڈیا) ۱۳۹۱ء



الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی شفیع المذنبین بالیقین محمد و  
آله وصحبه اجمعین

اما بعد:

پس یہ خلاصہ ترجمہ ہے رسالہ البوارق المحمدیة لرحم الشیاطین النجدیة کا جس کو  
فاضل اجل سیف اللہ المسلول حضرت مولانا مولوی فضل رسول صاحب بدایونی نے ۱۲۶۵ھ میں  
تصنیف کر کے مطبع دار السلام دہلی میں چھپوایا تھا، چونکہ وہ رسالہ باعث اغلاق کلام عوام کے فہم  
سے برتر تھا لہذا اس احقر العباد نے برائے تسہیل و تیسیر بخاطر مشتاقان و تائید عقائد مسلمانان  
سر سری مختصر ترجمہ عام فہم کیا، کہ سواد اعظم حنفیہ خطہ پنجاب کے مکائد نجدیہ اور فرقہ لاندہیہ ہندیہ  
سے واقف ہو جائے۔ وما علینا الا البلاغ (ہمارے ذمے تو فقط پہنچانا ہے)۔

آغاز ترجمہ مختصر: اس رسالے میں ایک مقدمہ اور دو باب ہیں۔

مقدمہ کیفیت حدوث اور ظہور فرقہ نجدیہ میں۔

باب اول اُن کے عقائد میں۔

باب دوم اُن کے مکائد میں۔ (۱)

عرب میں فرقہ نجدیہ و ہابیہ کا آغاز

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے نجد کے حق  
میں یہ فرمایا تھا کہ

هناک الزلازل والفتن وبها یطلع قرن الشیطان

(نجد میں) زلزلے اور فتنے ہوں گے اور یہاں شیطان کا گروہ ظاہر ہوگا۔

اس پیشین گوئی کا ظہور اس طرح برہوا کہ ۱۲۰۳ھ میں بسبب وفات سلطان عبدالحمید خاں مرحوم  
(سلطان روم) کے، اور فساد قائم کرنے اُس کے برادر زادے سلطان سلیم کے، اور دنگا اور شورش

(۱) مکائد جمع کیدہ بمعنی فریب۔ (مترجم)

باہمی وارثانِ سلطنتِ روم کے، وہاں نہایت درجے کا حمل اور فتور برپا ہوا اور سب صوبے سرس اور باغی ہو گئے تھے اور آمدنی نذر اور تحائف و مواعجب و خیرات جو اہل حریمِ محترمین اور شریف مکہ کے واسطے سلطان کی جانب سے سال بسال آتے تھے، سب مسدود ہو گئے اور شان و شوکت شریف مکہ کی درہم برہم ہو گئی اور ہر ایک جاہ طلب جو جمعیت رکھتا تھا ملک گیری کے خیال میں لگا، چنانچہ عبدالوہاب نام کہ قبائل نجد میں ممتاز اور مثلاً الیہ تھا اور علمِ ظاہر اور باطن میں نامی گرامی آدمی تھا، اور باپ دادا سے سلسلہ شاذلیہ میں مقتدا و پیشوا عام و خاص کا ہو رہا تھا، ریاست کی فکر میں لگا، چونکہ حصولِ منصبِ ریاست بغیر سرمایہٴ نقد و اجناس مشکل ہے، لہذا اُس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں اور دوستوں سے مشورت کر کے استمراج کیا کہ بغیر زرِ حصولِ ریاست کس طرح ہو؟ سب متفق الرائے ہوئے کہ بجز حیلہٴ دین داری کے دوسری کوئی تدبیر نہیں، اس حیلے سے عوام الناس کی جمعیت کے زور سے اولاً حریمین پر کہ خزائن و دفائن سے مملو اور مالا مال ہیں، قبضہ کرنا مناسب ہے کہ بعد تسلط بر حریمین شریفین باقی بلاد اسلامی بسہولت مفتوح و مسخر ہو جائیں گے۔ بعد از قراہِ دادِ ہذا اُس کے خاندان کے سب لوگ عوام الناس کو مرید بنانے لگے اور عامہٴ خلائق کو دامِ اطاعت اور انقیاد میں لا کر ۱۲۱۸ھ میں بیومِ جمعہ مجمع عام کیا، اور امر اور ارکان اطراف و جوانب کو حاضر کر کے یہ وعظ کیا کہ:

شرع میں بادشاہ کا ہونا ضرور ہے کیوں کہ اقامتِ جمعہ اور عید، وعزل و نصبِ قاضیاں اور داد رسی مظلوماں اور تنبیہ ظالماں اور اجرائے حدود شرعیہ، سب بادشاہ پر موقوف ہیں اور سلطانِ روم کہ محض برائے نام بادشاہ ہے، کچھ قوت اور شوکت نہیں رکھتا اور خطبے میں اُس کا نام غازی وغیرہ لینا سراسر دروغ اور افترا ہے اور عینِ خطبہ میں منبر پر دروغ کہنا مطلق حرام ہے۔ اب لازم ہے کہ سب حاضرین متفق ہو کر ایک شخص کو بادشاہ مقرر کریں اور اطاعت اُس کی اپنے ذمے واجب سمجھیں، مگر مجھ کو معذور رکھیں کیوں کہ مجھے دنیا کی کچھ رغبت نہیں ہے

خواص بولے کہ ”بجز ذاتِ شریف کے دوسرا کوئی اس امر کے لائق نہیں“، خود بدولت بولے کہ

عام مجبوری ہے اب میں لروہ اہل اسلام کی مخالفت اس طرح لروں مگر

اس شرط پر منظور ہے کہ عقائد و اعمال میں تم میرے مطیع رہو

آخر الامر سب سے بیعت لے کر امیر المومنین لقب پایا اور اسی روز خطبے میں بجائے نام سلطان روم کے اپنا نام درج کر دیا اور دوسرے جمعہ قرب و جوار کے شہروں میں نام اُس کا بجائے نام سلطان کے جاری ہو گیا، اور اپنا وطن کہ درعیہ نام تھا کو مقرامامت قرار دیا، اور تادم زیست خود اُس نے وہاں سے حرکت و جنبش نہ کی، اور بیٹوں و پوتوں کو بلاد و امصار میں معین و مقرر کر کے بالقب خلفائے راشدین موسوم کیا، اور قاضی و مفتی و محتسب مقامات مناسب میں تعین کر کے اشاعت عدل و احیائے دین میں مصروف ہوا۔

### کتاب التوحید کی تصنیف

بعد از تمہید مقدمہ لکھیش مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہوا یعنی حرمین شریفین کے خزان کے غارت کرنے کی اس طرح تیاری کی کہ از ابتدا سے آغاز قرار داد امامت تا تسلط و انتظام ملکی کہ بوساطت ذریات ہوا۔

خود بدولت اختراع مذہب جدید میں کہ مابین کفر و اسلام کے ہو اور اہل سنت و جماعت اور سائر فرق اسلامی سے مباہلت و مخالفت رکھتا ہو، مصروف رہا چنانچہ چند مسائل متفرق مذہب معتزلہ و خوارج و ملحدہ ظاہرہ اور دیگر اہل اہوا سے انتخاب کر کے اور چند مسائل طبع زاد ایجاد کر کے جملہ مسائل مدلل بدلائل اور احادیث سے ایک کتاب تالیف کی، جس کا مقدمہ ایذا کر کے اور کچھ بسط و تفصیل سے تکمیل کر کے اُس کے بیٹے محمد نام نے، اُس کو ”کتاب التوحید“ سے موسوم کیا اور اُس کو دو باب پر منقسم کیا:

پہلا باب شرک کے رد میں۔

دوسرا باب بدعت کے رد میں۔

خلاصہ اس کتاب کا تکفیر و تفسیق تمام امت مرحومہ کی ہے اور چالاکی سے افعال محرمہ کو کہ اکثر جہاں سے سرزد ہوتے ہیں، افعال مکروہہ اور مستحبہ اور مسنونہ سے خلط کر کے ایسی آیات اور احادیث کہ جن کو مطلب سے کچھ مناسبت نہ تھی، ساتھ ہی ذکر کر کے سب افعال کا نام شرک اور بدعت رکھا



اور ان کے مرتکب لوکار کہا۔ انشرفعال بن لو اس نے لفر فرارد دیا ہے سعلن به سعلیم انبیا اور اولیا اور تبرکات تھے۔ غرض یہ تھی کہ جب مرتکب ان کے کافر قرار پائیں گے تو جنگ و جدال اُن سے جہاد بن جائے گا۔

چند نسخے اس کتاب کے اپنے خلفائے راشدین کو کہ دراصل مارقین فی الدین یعنی خارجی اور زندیق تھے ارسال کیے اور اس اثنا میں خود بدولت دارالبوار میں داخل ہوا یعنی جہنم واصل ہوا۔ مارقین مذکور نے چرب زبانی کو کام فرما کر اظہار و اعلان میں اُس کے مطالب کے ساعی ہو کر خلقت کو اس کی تقلید کی دعوت کی، عوام کا لانعام کو بہ شامت نفس اور بہ اغوائے شیطان بہ دل و جاں اپنا مطیع کر لیا۔

### دہابیوں کا مکہ مکرمہ پر حملہ

بعد از تمہید مقدمہ ہذا سعود نامہ سعود عاقبت نامہ ۱۲۲۱ ہجری میں بہت سا لشکر ہمراہ لے کر عازم بیت اللہ کا ہوا اور اہل حرم اس کی اتباع سنت اور اشاعت عدل و احیائے دین کی خبر سن کر منتظر ملاقات کے ہوئے، اور ہر چند قرب و جوار کے لوگوں نے ان کا حال دیکھ بھال کر مکہ معظمہ میں افشائے راز کر کے شریف مکہ سے درخواست کی، کہ ترکی لشکر کو اور عربی بدوؤں کو بلا کر استحکام مکہ معظمہ کا کریں، شریف نے ایک نہ سنی، کہنے لگا ”معاذ اللہ میں زائرین خانہ خدا کی ممانعت و مزاحمت کروں؟“ بلکہ درخواست کرنے والوں کو زجر اور توبیخ کی اور تاکید کی کہ ایسے کلمات مفسدانہ پھر نہ کہنا۔

اتنے میں سعود نامہ سعود روانہ ہوا۔ پھر ارکان مکہ نے شریف سے کہا کہ ”آپ کی غفلت کے سبب مکہ میں خوں ریزی ہوگی“۔ شریف نے یہی جواب دیا کہ ”متبعان سنت سے ایسے حرکات سرزد نہیں ہوتے“۔ اس اثنا میں سعود کا لشکر قرن المنازل میں پہنچا (قرن المنازل میقات اہل نجد کا نام ہے) مکہ سے طرف دیگر طائف میں جا کر تمام شہر کا محاصرہ کر لیا اور ارکان داعیان طائف کو کہلا بھیجا کہ خلیفہ راشد براہ محبت دینی ملاقات کے واسطے تم کو یاد کرتا ہے۔ سب لوگ باطمینان تمام خوش و خرم باہر آئے بہ مجرد پہنچنے کے اُن کے سرتن سے جدا کروادیئے اور فوراً چار طرف سے شہر طائف پر یورش کا حکم دے دیا، زن و مرد، خورد و کلاں، جو آگے آیا سب کو تہ تیغ کیا اور جو معاملہ

ہلا لو خان ملعون چٹینزی نے بغدادیوں سے اور یزیدیوں ملعونوں نے مدینے والوں سے واقعہ (۱) میں کیا تھا، اس سے چند گونہ زیادہ کیا اور جملہ اسباب پر قبضہ کر کے چندے افسران برائے محافظت مال وہاں چھوڑ کر خود مکہ کو متوجہ ہوا۔

اب مصیبت زدگان بقیۃ السیف طائف کے مکہ میں آ کر شریف کو سرگزشت طائف کی سناتے ہیں تو شریف کے پاس فوج کہاں؟ وقت ہاتھ سے جاتا رہا، مکہ میں فوج فقط پانسو غلام تھے اور اتنی فرصت نہیں کہ اطراف و جوانب سے مدد بلائے اور ”کتاب التوحید“ قبل اس کے ایک روز مکہ معظمہ میں پہنچی تھی اور علمائے مکہ نے فتویٰ کفر اس طائفے کا لکھا تھا۔

خدام حرم نے بازاریوں اور شہریوں کو مستعد مقابلہ کا کیا اور شریف مکہ کے غلام بھی اُن سے متفق ہو کر شریف سے درخواست اجازت مقابلہ کی کرنے لگے۔ اب شریف یہ سب ماجرا طائف کا سن کر سراسیمہ و ہراساں ہوا اور اپنی غفلت پر شرمندہ و نادم اور باعث عدم موجودگی فوج کے، نہایت ترساں ہوا، اور دل میں یہ خیال کرنے لگا کہ ”شاید طائف والوں نے اُس کا مقابلہ کیا ہو، جس کی پاداش اُن کو ملی ہے اور حرم میں خوں ریزی نہ ہوگی، اب مجھ کو بیت الحرام کے زائرین سے حکم قتال کا دینا ناجائز ہے“۔

اس حیص بیص میں تھا تا اُن کہ خبر آئی کہ نجدی قتل عام اور غارت کرتے ہوئے حرم شریف کی حد سے تجاوز کر آئے ہیں۔ اب شریف کو ان خبیثوں کا خبث متیقن ہوا اور بغیر از فرار چارہ نہ دیکھا، افتاں و خیزاں بہ ہمراہی چند غلاماں جدہ کی راہ لی، وہاں جا کر قلعے میں متحصن ہوا اور سعود و نامسعود بے مقابلت و مزاحمت آمدے چار طرف سے بکمالِ سفاکی و بیباکی اپنے ایمان کی آبرو گراتے ہوئے داخل حرم محترم ہوا۔ زن و مرد وہاں کے چندے پہاڑوں پر جا چھپے اور چند کساں خانہ خدا میں پناہ گیر ہوئے۔ ان اشقیانے متعلقین استار کعبہ اور پناہ گیرانِ قبۃ چاہِ زمزم اور حطیم اور مقام ابراہیم سے بلا پاسداری ان مقامات متبرکہ کے، وہ معاملہ کیا جس سے قلم لرزاں اور دل تپاں ہے۔ قفل خانہ کعبہ کا توڑ کرند و رکعبہ کو قتل از ابتداءِ ظہور خاتم النبیین تا اُس وقت کوئی متعرض اُن کا نہیں ہوا تھا اور سب لوگ اُس کی ترقی میں کوشش کیا کرتے تھے، نکال لیا اور اثاث البیت جملہ

(۱) حرہ مدینے کے پاس ایک قطہ زمین کا نام ہے۔ (مترجم)

باشندگان مکہ کا اپنے نصف میں لائے اور ستم نافذ کیا کہ اہل مکہ پہاڑوں اور لڑاپے اپنے گھروں میں آباد ہوں، مگر جس کے پاس اسلحہ و سازِ جنگ پائیں گے اُس کو قتل کر ڈالیں گے اور اہل بیت رسول اللہ ﷺ کو امان نہ ہوگی، جہاں پائیں گے کام اُن کا تمام کریں گے، کہ ان کے وجود سے ہمارے دل میں دغدغہ فتنہ و فساد کا باقی ہے، پس جس کو طاقت فراہم تھی وہ تو آوارہ ہو گیا اور جو اُن کے ہاتھ آیا اُس نے شربتِ شہادت پیا، بقیۃ السیف اپنے گھروں میں جب آئے تو گھروں کو اثاثہ البیت سے خالی اور رفتہ پاتے ہیں۔

اے گروہ اہل ایمان! واے امت حضرت ختمِ مرسلان! یہ مقامِ عبرت کا ہے جس جگہ جانور ان شکاری شکار کو چھوڑ دیتے ہیں اور وہاں کے نباتات اور حیوانات کو کاٹنا اور ستانا حرام ہو اور آدمی گناہ کے خیال پر وہاں ماخوذ ہو اور بھیڑ یا اگر کسی جانور کے پیچھے دوڑے اور وہ جانور داخلِ حدِ حرم ہو جائے تو وہ درندہ تعاقب اس کا چھوڑ دیتا ہے، داخلِ حدِ حرم نہیں ہوتا اور پرندگاں ہو میں محاذی خانہ کعبہ کے پہنچتے ہی پچپ و راست منحرف ہو جاتے ہیں، اوپر سے نہیں گزرتے۔ ان شیاطین نے اس بقعہ شریفہ میں کیسے کیسے گناہ کیے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

### وہابیوں کا مدینہ منورہ پر حملہ

بعد فراغِ اس مہم اہم سے اب قصدِ غارتِ مدینہ منورہ کا کیا۔ اثنائے راہ میں جو ملا اُس کو شربتِ شہادت پلایا، وہاں جا کر قتل عام اور غارتِ تام اور ہدمِ آثارِ صحابہ و اہل بیت کرام کر کے قصدِ گرانے روضہ مقدس نبوی کا کیا اور روضہ مقدس کا صنم اکبر یعنی بڑا بت نام رکھا۔ چندا و باش نے بہ آلاتِ ہدم بہ نیتِ فاسدہ اس مقامِ پاک پر پہنچ کر دروازہ کھولا، دروازہ کھولتے ہی ایک اثر دہانے عصائے موسیٰ کی طرح ان فرامینِ ملائین پر ایسا پھٹنکا راما راکہ اکثر سوختہ و سیاہ ہو کر داخلِ جہنم ہوئے اور اُن کے لاشہ ہائے ناپاک سے ایسی بدبو پھیلی کہ اُن کے بقایا نے اُن کو غسل و کفن بھی نہ دیا، کتوں کی طرح شہر سے باہر ڈال دیے گئے۔

الحاصل بعد تکمیلِ مراتب جو رستم ایک کارواں بافونِ ظلم وہاں چھوڑ کر اور تمام سامان ساتھ لے کر مکہ معظمہ کو واپس آ کر اپنے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے ادھر دیہاتِ قرب و جوار مکہ معظمہ میں جو خالی از فوج تھے سب کو لونگا گر جہدہ کا ارادہ نہ کیا کہ سب بد وہاں جمع ہو گئے تھے۔

اور ۱۲۲۳ھ میں جب سلطان محمود خان غازی تخت سین روم ہوا تو ان کو چک ابدال دجال کا حال دریافت کر کے محمد علی پاشا والی مصر کو فرمان بھیجا کہ ان کا تدارک واقعی کرے اور ان میں سے کسی تنفس کو زندہ نہ چھوڑے۔ والی مصر نے ابراہیم پاشا کو باشکر جرار اگن بوٹ پر سوار کر کے بندر جدہ کو روانہ کیا۔

### شیخ عمر بن عبدالرسول سے مناظرہ

اور ادھر فتویٰ علمائے مکہ کا کہ قبل از نزول بلاد رباب تکفیر مصنف ”کتاب التوحید“ جس کا ترجمہ ”تقویت الایمان“ ہے مرتب کیا گیا تھا، ان ملائین کے ہاتھ آیا۔ فتویٰ دیکھتے ہی آگ بگولا ہو کر مفتیان فتویٰ کو حرم میں بلا کر سزائیں دینا شروع کیا اور حضرت عمر عبدالرسول کے مقتدائے اہل مکہ تھے اُن کو بھی حاضر کیا۔ سعودِ مدرد نے بطریق تمسخر اُن سے کہا:

السلام عليك يا شيخ مكة

حضرت نے فرمایا کہ:

عليك السلام يا شيخ نجد (۱)

سعودنا مسعود یہ بات سن کر برہم ہوا کہ مجھ کو گالیاں دیتے ہو؟ شیخ نے فرمایا:

تم نے مجھے میرے شہر کی طرف منسوب کیا میں نے تجھے تیرے وطن کی طرف منسوب کیا اور اس آیت پر عمل کیا اذا حیتیم بتحیة فحیوا  
باحسن منها او ردوها یعنی جب تم کو کوئی تحفہ دیا جائے تو تم اُس سے بہتر دو یا اُس کو واپس کر دو

یہ ملعون بولا کہ ”یہ مہر تمہاری ہے؟“ شیخ نے فرمایا کہ ”برضا و رغبت خود بلا جبر و اکراہ فہمیدہ و سنجیدہ میں نے مہر کی ہے۔“ ملعون بولا ”کس سبب ہماری تکفیر کا حکم کیا؟“ شیخ بولے ”کتاب التوحید اپنی لاتا کہ مفصلاً نشان دوں“، کتاب مذکور شیخ کو دی، کتاب کھولتے ہی دیکھا تو یہ نکلا:  
یاد کرنا موتی کا خواہ نبی ہو یا ولی، بغیر وقت زیارت قبور کے شرک ہے  
شیخ نے فرمایا کہ:

(۱) شیخ نجد البلیس کا لقب ہے۔ (مترجم)

اب اس عبارت کو سوچ کہ یہ عجب شرک ہے کہ نماز میں داخل ہے السلام  
علیک اَیُّہا النَّبِیُّ نماز میں پڑھتے ہو؟ اب اگر تجھ کو کافر نہ کہیں تو کیا کہیں  
اور عقیدہ تیرا اگر مسلم ہو تو کوئی تنفس تا صحابہ کفر سے نجات نہ پائے گا

(نعوذ باللہ من هذه العقيدة الفاسدة) اور عمدہ دلائل اور براہین سے ابطال خرافاتِ قرنِ  
شیطان کا ثابت کر کے خارجی مردود کو ملزم کیا۔

سعودِ مردودِ طیش میں آ کر بولا:

اے شیخ تو مجنوبِ العقل ہو گیا ہے، بے محابا ہم سے ایسے کلام کرتا ہے، ہماری  
شان و شوکت کو جانتا ہے؟ کہ ابھی سزائے اعمال تجھے پہنچے  
شیخ نے نعرہ مارا یا احکم الحاکمین۔

ابراہیم پاشا اور وہابیوں کے درمیان معرکہ

ابھی یہ کلام طے نہیں ہوئے تھے کہ یکا یک لوگوں میں چرچا ہوا کہ ابراہیم پاشا بندرِ بنیوے سے  
گزر کر بندرِ جدہ کو متوجہ ہے اور یہی افواہ عوام الناس میں اڑ گئی حتیٰ کہ سعودِ مردود نے یہ کلام سنتے  
ہی مضطربانہ لشکر میں جا کر اپنا فکر کیا اور حضرت شیخ اُس کے ظلم سے محفوظ رہے۔

بعد تحقیق معلوم ہوا کہ اُس وقت ابراہیم پاشا بنیوے سے کہ مکہ سے آٹھ دن کے فاصلہ پر ہے  
گزرا تھا (اب یہ نہایت تعجب کا مقام ہے کہ اتنے فاصلے سے مکہ میں یہ خبر کس نے اڑادی تھی)  
دوسرے روز گروہِ شیطین جدہ کو روانہ ہو کر لب دریا خیمہ زن ہوئے اور اُسی روز ابراہیم پاشا قبل  
از روہِ گروہِ شیطین داخلِ قلعہ ہو گیا تھا اور جہاز واپس کر دیا کہ امیر البحر کو حکم پہنچائے کہ آدھی  
رات کے وقت ایک بندر پر کہ جدہ سے چھ کوس کے فاصلے پر ہے فوج کو اتارے اور توپیں قبل از  
طلوع صبح بندرِ جدہ پر پہنچا کر اُس گروہِ شیطین پر گولہ باری کرے اور شبشب بطور یلغار لشکر مخالف  
پر آدھی فوج سے شب خون ڈالے اور آدھی ایک طرف کمین میں رکھے جب کہ یہ گروہِ شیطین فرار  
ہوں تو اُن پر گرا ب مارے۔

الغرض اخیر شب کو قلعے سے چند توپیں اتاری تھیں کہ ادھر سے امیر البحر نے شک شروع  
کر دی، ادھر سے ابراہیم پاشا نے آتش باری ایسی کی کہ ان وحوش نے کبھی ایسا صدمہ نہیں دیکھا

تھا اور بفرار ہو گیا۔ ان کے حیمہ گاہ پھوڑتے ہی ابراہیم پاشا نے جملہ ساز و سامان ان کا غارت کر کے ان کا تعاقب کیا۔ ان مرحوموں پر تین طرف سے گولہ باری ہونے لگی ادھر ابراہیم کے، ادھر امیر البحر کے، ادھر فوج کمین گاہ کے، اور یہ فراعنہ ملاعنہ بعضے آگ کی راہ سے اور بعضے آب شور کی راہ سے واصل جہنم ہوئے۔ سورج نکلنے تک میدان صاف ہو گیا۔ سعود مردود بانا کسان محدود گریزاں واقعات و خیزاں نجد کا راہی ہوا۔

بعد ابراہیم پاشا متوجہ مکہ معظمہ کا ہوا اور ایک امیر طائف میں مقرر کیا اور کچھ لشکر مدینہ منورہ کو روانہ کیا اور خود مکہ معظمہ میں پہنچ کر بعد اداۓ عمرہ نجد میں جا کر کسی تنفس کو ان اثرار میں سے زندہ نہ چھوڑا۔ اسباب و سامان جو کہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ سے غارت کر کے لے گئے تھے ہر ایک مالک کو واپس کر دیا اور علاوہ برآں جو اسباب نقد و جنس نجدیوں کا ہاتھ آیا، باشندگان حرم شریف پر تقسیم کر دیا اور جن مساجد کو ان خبیثوں نے سمار کیا تھا ان کے لیے حکم تعمیر کا فرمایا۔

### یمن اور مسقط میں فرقہ و ہابیہ کا ظہور

انھیں ایام میں صحرائے بادیہ نشیناں فرقہ زیدیہ نے کہ ایک شعبہ شیعہ کا ہے اور نواح بنادر یمن میں آباد ہے ”کتاب التوحید“ کے پہنچنے سے مذہب نجدیوں کا اختیار کر لیا۔ چونکہ اس نواح میں بباعث ضعف حکومت بادشاہ صنعا کے، ان بادیہ نشیناں نے تخر و اختیار کیا ہوا تھا اور ایک شخص کو امیر المؤمنین مقرر کر کے ”محلّہ“ اور ”حدیدہ“ پر کہ بڑی بندر یمن کی ہیں مسلمانوں سے قتال و جدال شروع کیا۔ بادشاہ صنعا نے سلطان روم کے یہاں عرضی کر کے استغاثہ کیا۔ وہاں سے بنام ابراہیم پاشا کہ ان ایام میں مقیم حجاز تھا حکم صادر ہوا، چنانچہ ابراہیم نے حسب الحکم سلطانی مصر میں جا کر نجد زیدیہ کی جمعیت کو متفرق کر دیا۔

پھر جب سلطان محمود غازی سلطان روم جو ار رحمت الہی میں گئے اور خلف الصدق ان کا سلطان عبد المجید خاں زینت فرمائے اور نگ سلطنت کے ہوئے، تو جملہ صوبہ داران کو بعد از جدو کد مطیع و منقاد اپنا کیا، اور محمد علی پاشا کے تحت سوائے مصر کے کوئی ملک نہ رکھا اور حکومت حجاز اور یمن و نجد و شام وغیرہ کی اُس سے انتزاع کر کے دوسرے پاشوں کو دے دی۔

اس اثنا میں فوج محمد علی کی یمن سے روانہ مصر کو ہوئی اور ہنوز فوج سلطانی یمن میں نہیں پہنچی کہ

فرقہ زیدیہ نے لواح ”مخا“ و ”حدیدہ“ میں ایک صل کو امیر المؤمنین کا خطاب دے کر اسی وتیرہ تیرہ نجدیہ کو شعار اپنا بنا کر اور ”مخا“ و ”حدیدہ“ پر تاخت کر کے اموال تجارت غارت کر لیے، جب یہ فقیر (یعنی مولانا مولوی فضل رسول صاحب مبرور و مغفور) وہاں پہنچا تو حکومت ان حضرات کی تھی، آدمی صحرائی نظم و نسق سے ناواقف، فقیر کو امیر المؤمنین ”مخا“ نے علاج کے واسطے یاد کیا۔ مرض فرقہ مثانہ کا تھا، میرے علاج سے شفا پائی۔

اب سنا گیا کہ سلطانی فوج کے پہنچنے سے صحرائی صحرا کو چلے گئے۔ ایک فرقہ خارجیہ کہ جس کو اباضیہ کہتے ہیں مسقط کے اطراف میں یہ مذہب اختیار کر کے ایک شخص کو امیر المؤمنین خطاب دے کر سرگرم قتل و غارت کا ہوا۔ چند جہاز حاجیوں اور تاجروں کے غارت کیے۔ دریا کے راستے میں بڑا فتنہ برپا کیا۔ امام مسقط سعید نام، بڑا ہوشیار اور بے تعصب آدمی تھا اور روادار اذیت کسی متنفس رعیت و مسافر کا، خواہ کسی ملت و مذہب کا ہو، نہ ہوتا ان کی قرار واقعی تنبیہ میں ایسا لگا کہ اثر و نشان اس طائفے کا وہاں نہ چھوڑا۔

الغرض آج برعرب حجاز و شام و یمن وغیرہ میں بجز چند صحرائیوں زیدیہ کے کہ اطراف سواحل یمن میں نشان اُن کا ہے اور کوئی صاحب اس مذہب کا نہیں۔ حرین شریفین اور جملہ بلاد اسلامیہ متعلقہ ممالک روم و شام و مصر میں بغیر تقیہ گذران خیشوں کا محال ہے۔ یہ کیفیت بالانجدیہ عرب کے بموجب تاریخ محمد بن نصر شامی کے مختصر لکھی گئی ہے۔

### ہندوستان میں وہابیت کا آغاز

اب حقیقت شیوع اس فرقہ ضالہ کی خطہ ہندوستان میں یہ ہے کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اخیر عمر میں اپنی سب جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ جو بکثرت تھی اپنی بیوی اور نو اسوں کو ہبہ کر کے اُن کو قابض و متصرف کر گئے اور مولوی اسماعیل برادر زادہ اُن کا سراسیمہ ہو کر بہ اتفاق مولوی عبدالحی (داماد شاہ صاحب مرحوم) کہ انھیں دنوں میں نوکری محری عدالت ضلع میرٹھ سے موقوف ہو کر دلی میں پہنچے تھے۔ سید احمد (مرید شاہ صاحب) کو پیر و مرشد اپنا بنا کر سیر و سیاحت کرنے لگے۔

### سید احمد رائے بریلوی کے مراتب و کمالات

اور اپنے پیر و مرشد کے کمالات کے اظہار میں اس قدر مبالغہ کیا کہ اپنی کتاب صراط مستقیم

میں ان کو مشابہ جناب رسالت مآب ﷺ کے کیا۔ یہی سید احمد صاحب جبّت اور فطرت میں مشابہ جناب رسالت مآب ﷺ کے پیدا ہوئے ہیں، اسی سبب لوح فطرت اُن کی نقوشِ علومِ رسمِیہ اور تحریر اور تقریر سے مصفیٰ رہی ہے اور یمن بیعت شاہ صاحب سے کمالاتِ طریقہ نبوت کی کہ مجملًا اُن کی طبیعت میں پہلے ہی مندرج تھی تفصیل شرح تمام ہوئی اور مقامات ولایت بخوبی جلوہ گر ہوئے۔

اور تین خُر محضت رسالت مآب ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے ان کو خواب میں کھلائے، بعدہ جناب ولایت مآب علی مرتضیٰ نے بدست مبارک خود غسل دیا اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے لباسِ فاخرہ پہنایا، اس سبب کمالاتِ طریقہ نبوت اُن میں نہایت جلوہ گر ہوئے اور حق تعالیٰ بلا واسطہ متکفل اُن کے حال کا ہوا، حتیٰ کہ ایک دن خدا تعالیٰ نے دایاں ہاتھ اُن کا اپنے ہاتھ میں لے کر اور کچھ انوارِ قدسی پیش آنحضرت ﷺ کے کر کے فرمایا کہ ”تجھ کو یہ دیا اور بہت کچھ دیں گے“ حتیٰ کہ ایک شخص بخواہش بیعت خدمت میں حاضر ہوا اور شاہ صاحب سید احمد صاحب نے جناب باری سے استفسار کیا اس معاملے میں آپ کو کیا منظور ہے؟ حضور سے حکم آیا کہ ”جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا گو لکھو کھا آدمی ہوں ہر ایک کو میں کفایت کروں گا۔“

الغرض ایسے معاملے صد ہا پیش آئے تا آں کہ کمالاتِ طریقہ نبوت بدرجہ علیا پہنچے، الہام و کشفِ علوم حکمت نہایت کو پہنچا اور کمالاتِ راہ ولایت کے قبل از تحصیلِ مبادی ولایت کہ ریاضات و مجاہدات و اذکار و اشغالِ مراقبات ہیں بطور علم لدّنی کے حاصل ہو گئے تھے۔

نسبتِ قادر یہ اور نقشبندیہ اس طور پر حاصل ہوئی کہ روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین کی اور جناب خواجہ بہاء الدین نقشبند کی متوجہ ان کے حال کی ہوئی، تا قریب ایک ماہ کے مابین روچین مقدسین تنازع رہا، ہر ایک ان میں سے جذبِ ہتمامہ اپنی طرف کرنا چاہتا تھا آخر الامر یہ ٹھہری کہ دونوں مل کر ایک دن شاہ سید احمد پر جلوہ گر ہوئے، ایک پہر تک دونوں نے توجہ قوی اور تاثیر زور آور فرمائی تا آں کہ اس پہر میں دونوں طریقے نصیب ان کے ہوئے۔

اور نسبتِ چشتیہ اس طور پر حاصل کی کہ ایک دن حضرت شاہ صاحب حضرت خواجہ خواجگاں، قطب الاقطاب مختیار کاکی قدس سرہ کی مرقہ منور پر مراقب تھے کہ روح پُر نوح قطب صاحب



سے ملاقات ہوئی اور طب صاحب نے بڑی اوجہ فرمائی، اس سبب سے سببت چشتیہ حاصل ہوئی اور بعد از مدت حق تعالیٰ نے بلا توسط اختتام نسبت چشتیہ کا عنایت فرمایا۔

### کتاب صراط مستقیم کی چند عبارتیں

خلاصہ و لب لباب صراط مستقیم (۱) کا یہ ہے کہ ثمرہ طریقت اور شریعت کا اور اساس حقیقت اور معرفت کی حب خدا ہے۔ اور حب خدا دو قسم ہے، ایک نفسانی اُس کا نام ”عشق“ ہے، دوسرا ایمانی اُس کا نام ”حب عقلی“ ہے۔ ثانی کہ حب ایمانی سے شروع ہو کر منتہی بہ نبوت ہے، اُس کا نام ”راہ نبوت“ رکھا اور اول کہ ابتدا اُس کی حب عشقی سے انتہا بہ معرفت ہے اور خلاصہ ولایت کا ہے اُس کا نام ”راہ ولایت“ رکھا۔

باب اول دونوں طریقے یعنی طریق نبوت اور طریق ولایت کے بیان میں۔  
فصل اول طریقہ ولایت کے امتیاز میں۔

افادہ اول ہدایت ثالثہ سے اور فصل اول آثار حب عشقی سے یہ ہے کہ حب عشقی مقتضی انحراف حجاب بشری کے ہے اور موجب وصول روح الہی کا اپنے اصل پر نہ مطابقت کسی قانون کی، خواہ قانون شرعی ہو، خواہ قانون ادب اور نہ خواہش رضائی کسی کے خواہ رضائے محبوب ہو خواہ غیر ذلک اور نہ التزام متابعت کسی کا خواہ محبوب ہو خواہ غیر۔ حاصل کلام مقصود اس سے ابانت و اظہار حب عشقی کا نہیں ہے بلکہ اشارہ ایک فرق کا ہے کہ مابین حب عشقی اور حب عقلی کے ہے۔

افادہ دوم یہ کہ قطع علائق از ماسوائے محبوب اور تنگی حوصلہ از انتظام امور ملکی اور مالے امامت جماعات اور اقامت اعیاد و جمععات اور ایفاء حقوق بذوی الحقوق وذوی الارحام وغیرہ یہ آثار اُس تفرّد کے ہیں اسی واسطے متفرّد نکاح سے نفرت کرتا ہے۔

افادہ سوم منجملہ اس حب کے تعلق قلب کا ہے اپنے مرشد سے، نہ اس طور پر کہ یہ شخص پر نالہ فیض خدا کا ہے اور واسطہ ہدایت کا، بلکہ اس طور پر کہ متعلق عشق کا وہی شخص یعنی پیر و مرشد ہے جیسا

---

(۱) صراط مستقیم فارسی زبان میں سید احمد رائے بریلوی صاحب کی تعلیمات اور ملفوظات کا مجموعہ ہے، جو ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸ء میں شاہ اسماعیل دہلوی اور مولانا عبدالحی بدھانوی نے ترتیب دیا تھا، یہ کتاب ایک مقدمہ چار باب اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے، مقدمہ، پہلا اور چوتھا باب شاہ اسماعیل دہلوی کا ترتیب کردہ ہے جب کہ دوسرا اور تیسرا باب مولانا عبدالحی بدھانوی نے ترتیب دیا ہے۔ (مرتب)

کہ کسی نے کہا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ میرے مرشد کے لباس کے بغیر جی فرمائے تو میں اس کی طرف التفات نہ کروں۔“

افادہ چہارم منجملہ آثار حب عشقی سے یہ ہے کہ علوم اور طاعات ظاہری سے بے پرواہ ہو۔  
افادہ اول ہدایت رابعہ سے حب عشقی کے ثمرات سے یہ ہے کہ مشاہدہ جمال حاصل ہوتا ہے اور خلعت ہم کلامی اور سرگوشی کا ہاتھ آتا ہے۔

افادہ دوم جب رہبر توفیق اس بے ہوش کا ہاتھ پکڑ کر بالا کھینچتا ہے تو مقام فنا اور بقا کا ظاہر اور نمودار ہوتا ہے۔ اور یہ عاشق زمزمہ انا الحق کا اور لیس فی جبتی سوی اللہ (۱) کا گاتا ہے اور لوازم اس مقام سے وحدت وجود کا دم مارنا ہے اور جب حب ایمانی کمال کو پہنچتا ہے تو اس شخص کو زیر سایہ اپنی کفالت کے لا کر حواس تدبیر کو نبی اور تشریحی اپنی کے کر دیتی ہے۔

اور صدیق من وجہ مقلد انبیا کا ہوتا ہے اور من وجہ محقق احکام شرائع کا۔ اگر ذکی العقل ہو تو نور جبلی اُس کا بسوئے کلیات حقہ کہ حظیرۃ القدس (۲) میں واسطے تربیت نوع انسانی کے عموماً متعین ہے، اس کو رہنمائی کرتا ہے اور یہ کلیات ہمیشہ اُس کے ذہن میں رہتے ہیں اور استنباط جزئیات کا ان کلیات سے کرتا ہے، سو علوم کلیہ شریعہ اس کو دو واسطے سے پہنچتے ہیں ایک بذریعہ نور جبلی دوم بذریعہ انبیا، اس کو احکام ملت میں شاگرد انبیا کا بھی کہہ سکتے ہیں اور استاذ انبیا کا بھی۔ (۳)

اور طریقہ اخذ بھی ایک شعبہ ہے وحی کے شعبوں سے کہ اس کو عرف شرع میں نفث فی الروع کہتے ہیں اور بعض اہل کمال اس کو وحی باطنی بولتے ہیں، سو فرق مابین ان سائلین کرام اور انبیا عظام کے اقامت اشباہ اور مبعوثیت الی الامم کا ہے (یعنی یہ لوگ مبعوث الی الامم نہیں اور انبیا مبعوث الی الامم ہیں) اور نسبت ان کی انبیا سے ایسی ہے جیسے چھوٹے بھائی کو بڑے بھائی سے

(۱) ☆ یہاں مترجم کا چند لفظی حاشیہ ہے جو پڑھا نہیں جاسکا (مرتب)

(۲) حظیرۃ القدس بہشت و عالم جبروت..... ملکوت (مترجم)

(۳) یہاں ترجمے میں تسامح واقع ہوا ہے، اصل عبارت یوں ہے:

پس در حکم احکام ملت و کلیات شریعت اور شاگرد انبیا ہم می توان گفت و ہم استاذ انبیا ہم (البوارق الحمدیہ: ۱۷۱)

ترجمہ: پس احکام ملت اور کلیات شریعت کے حکم میں اس (صدیق) کو انبیا کا شاگرد بھی کہہ سکتے ہیں اور ہم استاذ بھی۔

(ایک استاذ کے دو شاگرد آپس میں ہم استاذ یا استاذ بھائی کہلاتے ہیں)

سب سے بڑے بیٹے کی اپنے باپ سے اور یہ لوگ اسی واسطے امتحان انسان بخلافت انبیاء ہوتے ہیں اگرچہ تسلط ظاہری نصیب اُن کے نہ ہوا اور جہاں اہل ملت ان کی ریاست نہ رکھیں اور اس مطلب کو وسایط اور امامت سے تعبیر کرتے ہیں علم اُن کا بعینہ علم انبیاء کا ہے، لیکن وحی ظاہر میں نہیں آیا، اس کا نام حکمت رکھتے ہیں اور عنایت و ولایت مخصوصہ ہے کہ انبیاء کو ملی ہے اور بسبب ایسی عنایت خاصہ کے اُن کو امتیاز اپنے امثال میں حاصل ہوا ہے اور اسی اجتبا اور اصطفا کے سبب رضاے مولیٰ اُن کی رضا میں مندرج ہوئی ہے۔ اتباع حق ان کی اتباع میں منحصر ہوا ہے اور غضب خدا ان کے غضب کے ساتھ متلاحق ہے، اس عنایت مخصوصہ انبیاء سے ان حکمائے ربانی کو بھی کچھ حاصل ہوتا ہے جس کو وجاہت کہتے ہیں اور مثل عصمت انبیاء کے ان کی محافظت ضروری ہے۔

اور یہ بھی صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ حضرت مرتضیٰ کو ایک گوشتی شیعین پر ثابت ہے اس طرح کہ تابعین ان کے بہت ہیں اور یہ مقامات ولایت اور باقی خدمات مثل قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت وغیرہ کے ذریعے ہیں کہ یہ سب باتیں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عہد سے تا انقراض دنیا انھیں کے سبب سے ہیں اور سلطنتِ سلاطین میں اُن کی ہمت کو دخل ہے، چنانچہ سیاحان عالم ملکوت پر مخفی نہیں۔

اور ایضاً اُس میں لکھا ہے کہ صاحبان ان مناصب عالیہ کے تصرف کرنے کے عالم مثال اور شہادت میں ماذون مطلق ہوتے ہیں اور اکابر اس فرقے کے زمرہ ملائکہ مدبرات الامر میں ہوتے ہیں، سو احوال ان کرام کے ملائکہ عظام کے حالات پر قیاس کیے جائیں۔

اور نیز اُس میں ہے کہ واسطے کشف ارواح اور ملائکہ اور اُن کے مقامات کے اور مکانات زمین و آسمان اور بہشت و دوزخ اور اطلاع لوح محفوظ کے، شغل دورہ کا کرنا چاہیے کہ اُس شغل کی استعانت سے جو مقام زمین و آسمان اور بہشت و دوزخ سے دیکھنا چاہے نصیب اُس کے ہوگا اور اہل ان مقامات سے ملاقات کرے گا۔

اور نیز اُس میں ہے کہ برائے کشفِ وقائع آئندہ اکابر اس فریق نے بہت طریق لکھے ہیں اور جو ہر ایک اسم کا اسمائے الہی سے مراقبہ کرے گا تو حصہ اُس سے پائے گا، جو رزاقیت کا مراقبہ کرے اور کمال کو پہنچائے تو رزاقیت اُس میں جلوہ گر ہوگی اور جو مراقبہ اسمِ محیی کا کرے تو شان

احیائے مولیٰ اس میں ظاہر ہوئی اور صاحبان اس کمال کے جب درجہ اصطفیٰ اور اجتناب کو پہنچتے ہیں تو تین فریق ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ کہ بسبب کمالِ علم و منصب کے حل مشکلات وغیرہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، اگرچہ دعا اُن کی واجب الاجابت ہو۔ اور دوسرا وہ کہ عرض حاجات اور حل مشکلات کے واسطے سرگرم ہوتے ہیں۔ اور ایک وہ کہ اُن کے دل میں خواہش مشکل کشائی اور شفاعت ذوی الحاجات کی ہوتی ہے، لیکن زبان نہیں کھولتے، دعائے حالی اُن کی قبول ہوتی ہے۔ اُن کو بلکہ سب عظماء کو محفلِ قرب پر مطلع کرتے ہیں کہ ایجاد اس امر کا محض واسطے رضا مندی اور بموجب خواہش قلبی اُنھیں کرام کے متحقق ہوا ہے، انتہی۔

یہ بھی نمونہ از خروار و اندک از بسیار کہ بنظر سرسری کتاب صراطِ مستقیم سے انتخاب کیا گیا اور حکایاتِ غریبہ کہ سید احمد صاحب کی تعریف میں نقل ہر محفلِ تذکیر و وعظ (میں) کرتے تھے اور مکاتیب میں لکھتے، کیا بیان کی جائیں۔ آخر سید احمد صاحب اُن کے دورے میں داعی اجل کو لبیک کہہ کے سدھارے (۱)

### تقویت الایمان کی تصنیف

اور اثنائے دورہ میں ”کتاب التوحید“ نجدیہ کی مولوی اسماعیل کے ملاحظے میں گزری، بحکمِ کلِ جدید لذیذ، ہر نئی چیز مزہ دار ہوتی ہے، پسند کیا اور طرز و وعظ کی اس پر ڈالی اور بتصرفِ قلیل کتاب ”تقویت الایمان“ نام کر کے ہندی ترجمہ کر دیا اور اُن کے خلفاء اور اُمنا دور و نزدیک اُس کو منتشر کر کے تحریکِ فساد کی کرنے لگے اور ایمان اپنا اعتقاد اس کتاب پر منحصر کیا اور اس کتاب کو فارق و مابہ الامتیاز کفر و ایمان کا اعتقاد کیا۔ مصرعہ

ہر کہ آمد بر آن مزید کرد

اور ذریعہ اسماعیلیہ نے تو کتاب مذکور پر بہت تفریعات استنباط کرنی شروع کر دیں اور تکفیر و تفسیقِ عامہ امتِ مرحومہ کی اور سب وطن و ہتک و توہینِ انبیاء و اولیاء کی اس قدر شائع کی کہ حد و

(۱) مترجم سے یہاں سہو ہوا ہے، مصنف کی عبارت یوں ہے:

شاہ صاحب در ہماں قرب داعی اجل را لبیک گفتند (البوارق المجدیہ: ص ۱۹)

ترجمہ: شاہ صاحب نے اسی زمانے میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

یہاں شاہ صاحب سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی ذاتِ گرامی مراد ہے، سید احمد صاحب کی نہیں۔ (مرتب)

نہایت سے باہر ہے۔

مدار وعظ کا انھیں سیاہ اور اق ہندی زبان پر قرار دے کر، مجلس وعظ کی گرم کر کے جو مسئلہ اُس کتاب میں آگیا اُس کو کالوجی سمجھے، نقل اور سند کے محتاج نہ ہوئے اور پوربی کتے (۱) کہ علم حدیث و تفسیر و سیر میں چنداں مہارت نہ رکھتے تھے اور اس فن کی کتابیں بھی دستیاب اُن کے نہ تھیں اور شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم کے خاندان کا کمال علوم و بیہ میں مشہور تھا، اس سبب سے ان کو اس خارستان میں کھینچا اور بعضے متردد ہوئے، تو فقط اس خیال سے کہ یہ عقل باور نہیں کرتی کہ سب اکابر خلف و سلف سے کافر ہو جائیں اور اسلام صرف اسی طریقہ جدیدہ میں کہ صاحب اس طریقے کا بھی قدیم طریقے پر تھا (منحصر ہو جائے) اور کتاب تقویت الایمان و کتاب صراط مستقیم..... (۲) کی تو اور زیادہ رنجیدہ ہوئے۔ اور عقل مند بنے۔ بیت

گہ بت شکنی و گاہ بمسجد زنی آتش

از مذہب تو گبر و مسلمان گلہ دارد

یا وہ شور یا یہ بے نمکینی، کجا وہ افراط کجا یہ تفریط - نعوذ باللہ من هذه الاباطیل والاغالیط۔

علمائے دہلی کی جانب سے شاہ اسماعیل دہلوی کا رد

جب دلی میں دین جدید کی نوبت پہنچی تو ہزاروں آدمی مریدان و شاگرداں مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی شاہ رفیع الدین صاحب اور مولوی شاہ عبدالقادر صاحب کے مولوی اسماعیل کے دست و گریباں ہوئے کہ ما و شما اساتذہ کی حضور میں متفق ہو کر ایسے کام کیا کرتے تھے اور موجب ثواب جانتے تھے اور تم بھی فتویٰ دیا کرتے تھے اور لوگوں کو تعلیم کرتے تھے۔ اس سفر میں وہ سب باتیں شرک و کفر ہو گئیں، اس کا باعث اور سبب بیان کرو۔

مولوی رشید الدین خان صاحب نے کہ اُس زمانے میں سب سے اولیٰ و افضل تھے تخیلے میں

(۱) ☆ مترجم سے یہاں سہو ہوا ہے، مصنف کی عبارت یوں ہے:

سکان بلاد شرقیہ کہ در علم حدیث و تفسیر و سیر چنداں مہارت نہ داشتند (البوراق الحمد یہ: ص ۱۹)  
ترجمہ: پورب کے باشندے (رہنے والے) جو علم حدیث، تفسیر اور علم سیر میں ذرا بھی مہارت نہیں رکھتے تھے۔  
لفظ ”سکان“ کو مترجم نے ”سگان“ سمجھ لیا۔ (مرتب)

(۲) یہاں عبارت نہیں پڑھی جاسکی۔ (مرتب)

بذریعے و بلاذریعے اسماعیلیوں کو سمجھایا کہ دین میں فساد ڈالنا اور جماعت میں لفرقہ پیدا کرنا بیخ کن ہے اور واجب ترک اور مفروض الاجتناب، اگر دل میں کچھ خلش ہے تو آؤ ماوشا اور دیگر علما و صلحا متفق ہو کر کتب دین کی طرف رجوع کریں اور احقاق حق کر لیں اور شقاق و نفاق کو جماعت مومنین سے استیصال کریں اور لوائے اعانت و اشاعت کا راہ راست پر کہ اتباع سواد اعظم ہے بلند کریں اور خاص و عام کو حق سے آگاہ کریں، مولوی عبدالحی و مولوی اسماعیل اس خوف سے کہ ہمارے عقائد فاسدہ طشت از بام نہ ہو جائیں رو براہ نہ لائے۔

آخر مولوی رشید الدین خان صاحب نے ۱۲۴۰ھ میں باتفاق مولوی مخصوص اللہ اور مولوی موسیٰ خلف الرشید مولوی شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم اور دیگر علما بحضور عامہ اعیان و احاد علی رؤس الاشہاد مجمع خاص و عام جامع مسجد دلی میں کیا اور مسائل متنازعہ میں مباحثہ کر کے الزام دیا اور ایسا مغلوب و عاجز کیا کہ ان کی غلطی سب پر ظاہر و باہر ہو گئی اور نیز مفتی محمد صدر الدین صاحب مرحوم فہمایش کر کے مولوی اسماعیل کو راہ راست پر لائے اور اُن سے اقرار کر لیا کہ ہم نے اب تحقیق کی اور افراط و تفریط کو چھوڑا، سواد اعظم کے مخالف سے منہ موڑا، اور یہ بات عام و خاص پر جامع مسجد میں شائع و ذائع ہو گئی۔ مگر یہ حضرت بعد اقرار و اقبال کے پھر گئے مگر فتویٰ مسائل نزاعیہ کا بمہر و دستخط مفتی صاحب مرحوم مزین ہو گیا۔ (۱)

### علامہ فضل حق خیر آبادی اور شاہ اسماعیل دہلوی

اور انھیں ایام میں مولوی فضل حق صاحب مرحوم نے اسماعیل پر تاخت کی یعنی شفاعت کے مقدمے میں جو کچھ مولوی اسماعیل سے سرزد ہوا اس پر گرفت کی، اسماعیل نے ابتداءً کچھ حرکت مذہبی کی، انجام کار جواب سے عاجز ہوا۔ اور کتاب تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ (تصنیف مولوی فضل حق صاحب مرحوم کی) رافع جملہ اوہام مزین بمہر و دستخط علمائے اعلام اطراف و

(۱) یہاں ترجمے میں قدرے تسامح واقع ہوا ہے، ترجمہ یوں ہونا چاہیے: ”اور مفتی صدر الدین محمد خاں صاحب نے بھی اصلاح و فہمائش کی کوشش کی، مولوی اسماعیل کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ تحقیق اور مطالعہ کتب کی طرف متوجہ ہوں، افراط و تفریط ترک کریں، سواد اعظم کی مخالفت سے باز آئیں اور اس بات کا اظہار و اعلان مسجد کے اندر مجمع خاص و عام میں کریں۔ لیکن (شاہ اسماعیل) اقرار کر کے باوجود اس سے پھر گئے، اور اختلافی مسائل میں ایک فتویٰ مفتی صاحب کے دستخط اور مہر سے مزین کیا گیا۔“ (بوارق محمدیہ، ص ۲۰)

اس سبب شورش و طغیان اس عصیاں کا کچھ کم ہوا اور واعظین دین جدید نے بھی ذرا لگام تو سن کلام کی کھینچی اور مجلس و عظمیٰ بجائے شدت کے رفق و لین کو کام فرمایا اور قال و قیل میں باب تقیہ یا تاویل کا مفتوح کیا۔ گویا یہ فتنہ پنج سے برکنده ہو گیا۔

### شاہ اسماعیل اور سید احمد رائے بریلوی کی تحریک جہاد

اب اس دین جدید نے رنگ اور پیدا کیا کہ مولوی اسماعیل نے وعظ غزا کا شروع کیا، چونکہ یہ بات پسند خاطر عوام اہل اسلام کی تھی تو ہر کسی نے جان و مال سے حاضر ہو کر خدمت کی، جب کچھ جمعیت پیدا کی تو افغانستان پر پہنچے۔

سید احمد صاحب کو امیر المومنین سے ملقب کیا۔ قوم افغانان کہ راہ خدا میں اپنی جان دینی عزیز تر از جان سمجھتے تھے، دل و جان سے ان کے مطیع ہوئے اور ان کے ادعائے کرامات کے باعث زیادہ تر اجتماع ہو گیا منجملہ کرامات اور پیشین گوئیوں کے یہ بیان کیا کہ:

فلا نے سال فلاں ماہ فلاں تاریخ نرجیت سنگھ رئیس کفار دست خاص امیر المومنین سے مارا جائے گا۔ اور نماز عید کی فلا نے سال مسجد لاہور میں پڑھیں گے۔

اور فلا نے دن فلاں ملک تصرف میں آئے گا۔

فلا نے سال اخراج نصاریٰ ہندوستان سے ہوگا۔

ایسے ہدایات غیر متناہی کے سبب لوگ فریفتہ ہو گئے، آخر کار بحر دلتا قی صفین اور شروع مقاتلہ اور چلنے توپ و تفنگ کے امیر المومنین سارے مجاہدین کے ساتھ مہتمم ہوئے اور عارف رافرن زحف کی اختیار کی، اور سکھوں سے بھاگنا سب یا وہ گوئیوں کا مبطل ہوا۔

غرض سکھوں سے بھاگ کر اور پشاور یوں سے ہم داستاں ہو کر پشاور پر حکم جہاد کا جاری کیا اور مسلمانوں کا قتل و غارت کما بینگی کیا، ہنوز فوج سکھوں کی پشاور میں پہنچی نہیں کہ فقط آمد آمد فوج سے بے اشتغال قتال پشاور کو چھوڑ دیا اور پنجتار کو چلے گئے۔

پنجتار کے آدمی دین دار تھے سب مطیع ہو گئے اور جان و مال سے حاضر ہوئے، پس جب ان میں تھوڑی سی طاقت ہوئی تو دست درازی شروع کر دی اور احکام دین جدید کے علی الاعلان جاری

کر دیے۔ ہر چند روسا نے مہمائی مل کر کار کرنے ہوئی، ناچار انہوں نے مجبور ہو کر اتفاق کیا کہ ہم نے سکھوں پر جہاد کے واسطے ان کو اپنا حاکم مقرر کیا، لیکن یہ لوگ تو ہم سے وہ معاملہ کیا چاہتے ہیں کہ جو کفار سے کیا جاتا ہے اور سکھوں کے سامنے سے فرار ہو آئے ہیں اور جان و مال مسلمانوں پر ایسی دلیری کرتے ہیں، اُن کو دفع کرنا چاہیے چنانچہ ان کے علما و روسا کو کہلا بھیجا، لیکن اُنہوں نے نہ سنا۔ افغانوں نے ایک ہی دفعہ تمام متعین آدمیوں کو جا بجا قتل کر دیا اور فتح خاں رئیس پنجتار کے وزیر امیر المومنین قرار پا چکا تھا معذرت کے طور پر کہنے لگا کہ میں اس دن کے واسطے کہا کرتا تھا کہ تجاوز حد اعتدال سے اور تعرض کرنا ناموس اور جان و مال کا اور اظہار کرنا احکام دین جدید کا مناسب نہیں ہے، اب کام ہاتھ سے جاتا رہا، سارا ملک بگڑ گیا، تدارک اس کا محال ہے، لیکن تم کو اس معرکہ سے بحفاظت تمام پہنچا سکتا ہوں، بعد فرو ہونے اس نائرۂ فساد کے جو کچھ ہونا ہے ہوگا۔

چنانچہ امیر المومنین اور مولوی اسماعیل وغیرہ کو پنجتار سے باحیاط تمام نکال کر اپنے ملک میں لایا اور استمالت قلوب افغانوں میں مشغول ہوا۔ عین فرار میں ایک گروہ نے امیر المومنین پر دھاوا کیا۔ بعضے کہتے ہیں کہ افغان تھے اور بعضے کہتے ہیں کہ سکھ تھے واللہ اعلم، اور سب کو راہ فنا دکھلائی۔ یہ وہ لوگ تھے کہ ملک پنجتار سے بھاگ آئے تھے اور وہ صدمہ یقیناً مظلوم مسلمانوں کے ہاتھ سے اُٹھایا کیوں کہ ان حدود میں سکھوں کا وجود نہیں تھا۔

اب اتباع سید احمد کے مذاہب متعدد ہو گئے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ یہ آکر اپنے وعدوں کو پورا کریں گے اور بعض معتقد ہیں کہ فلانے پہاڑ پر زندہ ہیں، مگر خلقت سے پوشیدہ ہیں اور جس سے اُن کا جی چاہتا ہے اُس پر ظہور کرتے ہیں اور اُس کو بشارتیں بھیجتے ہیں اور اکثر اُن کے آنے کا یقین رکھتے ہیں اور بعض کا یہ اعتقاد ہے کہ انکار ظہور اور اثبات مرگ سید احمد کا کفر ہے، جو اس بات کا قائل ہو وہ کافر ہوتا ہے۔

الغرض سید احمد اور اسماعیل کے مرنے سے یہ ہنگامہ فرو ہوا اور ارکان دین جدید میں کمال ضعف آ گیا۔ کتاب تقویت الایمان گویا مستور و پوشیدہ ہو گئی۔ امہات قواعد و اصول اُس کے مسائل کے کتاب مآۃ المسائل اور اربعین میں جلوہ گر ہوئے۔ کل حال وہابیوں کا ہندوستان میں یہ تھا جو لکھا گیا۔



اب معلوم کرنا چاہیے کہ نجدیان عرب کہ عناد صرف انبیاء اور اولیاء کرام کے ساتھ رکھتے، فقہ اور فقہاء کے ساتھ چند ان خصوصیات اُن کی طبیعت میں نہ تھی کیوں کہ اپنے کو حنبلی مذہب کہتے تھے اور تقلید امام معین سے قدم باہر نہ رکھتے تھے اور ہندوستان کے وہابی فرقہ ظاہریہ سے ترکیب پا کر طرفہ مجنون مرکب ہوا۔

اب فرقہ ظاہریہ کا کچھ حال لکھنا چاہیے، اصل یہ ہے کہ داؤد بن علی اصفہانی محدث جلیل الشان مبتلا و سوسہ شیطان کا ہوا اور قائل خلق قرآن کا ہو کر رسالہ رد قیاس میں لکھا، ہر چند علمائے وقت نے اُس کو فہمائش کی کہ ”تو قیاس کو رد کرتا ہے اور اس قیاس کے رد کرنے میں صد ہا قیاس کرتا ہے، یہ کیا بلا ہے؟“ لیکن اُن کی فہمائش کچھ مفید نہ ہوئی۔ آخر نوبت سرزنش کی پہنچی اور حکم اُس کے اخراج کا صادر ہوا، جہاں جاتا وہی حکم رفیق وقت ہوتا۔ نیشاپور سے محمد بن یحییٰ ذہلی اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ استاذ اس کے رد و اخراج کا باعث ہوئے۔ وہاں سے بغداد میں آیا اور امام احمد حنبل کی مجلس (میں) حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ امام احمد حنبل صاحب نے اُس کے سوئے عقیدہ کا حال معلوم کر کے اپنی مجلس میں آنے کا اذن نہ دیا۔ امام احمد حنبل صاحب کے بیٹے نے عرض کیا کہ داؤد اپنے عقیدے سے انکار کرتا ہے، امام صاحب نے فرمایا کہ محمد بن یحییٰ ذہلی بڑا سچا ہے۔ اُس نے اس خبیث کا حال میری طرف لکھا ہے کہ پاس نہ آنے دینا۔ سید محمد بن عمر بروعی نے کہا ہے کہ میں ابو زرہ کے پاس تھا، انھوں نے فرمایا کہ عبدالرحمن بن خراس کہتے ہیں کہ داؤد کافر ہے۔ وراق ابو حاتم سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے داؤد کو ضال و مضل فرمایا ہے۔

بالجملہ وفور کاملین مکملین اور قرب عہد حضرت سید المرسلین ﷺ کے سبب یہ سلسلہ اُس کے فساد کا دراز نہ ہوا اور بعضی علمائے اعلام پایہ اعتبار سے گر پڑا۔ ۲۷۰ ہجری میں مر گیا۔

### ابن حزم ظاہری کا احوال

بعد مدت کے ابن حزم ظاہری اُندلس میں کہ ابھی کچھ بقیہ حکومت مروانیہ کا تھا اُس نے اعتقاد حقیقت امامیہ کا ظاہر کیا۔ اعیان دولت کو اس دام میں شکار کر کے اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کیا اور کوئی دقیقہ توہین اور تکفیر ائمہ دین کی بابت نہ چھوڑا اور چند کتابیں تصنیف کیں۔ جب خبیث باطنی اُس کا

ظاہر ہوا تو علمائے عصر نے با اتفاق امام ابو الولید بابائی کہ عراق سے بلایا گیا تھا، ابن حزم کو زیر حساب کیا اور کتابیں اُس کی مجمع عام میں پیش کر کے چنانچہ باید و شاید ابن حزم کو ملزم کیا اور اُسی مجلس میں کتابیں اُس کی چاک کر کے آگ میں جلادی گئیں، ہر چند تذلیل و تفسیل ابن حزم کی خلقت پر کما بینغی ظاہر ہو گئی لیکن وہ عقیدہ فاسدہ سے باز نہ آیا، ۴۵۶ھ میں مر گیا۔ اُس کی کتابوں سے وفور علمیت اُس کی ظاہر ہے، لیکن بسبب جرأت کے کثیر الاغلاط اور بڑا بے احتیاط تھا۔ حافظ الحدیث قطب الدین حلبي نے اغلاط اُس کی کتاب محلّی کا تتبع کیا ہے اور عبدالحق بن عبد اللہ انصاری نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ”رد علی المحلی“ رکھا ہے اور اکابر نے بھی اغلاط اور اوہام ابن حزم کے تحریر کیے ہیں، بخوف طوالت اس جگہ فرو گذاشت کیے جاتے ہیں۔

ابن حزم اور سیف الحجّاج کی بے ادبیاں ائمہ کبار کی نسبت محتاج بیان کی نہیں۔ (۱)  
 اباحت مزامیر میں بڑا فطور رکھتا تھا، اس مقدمے میں اُس نے ایک رسالہ تصنیف کیا۔ مزامیر کے حرام جاننے والوں پر بڑا انکار کیا، بلکہ اباحت سے ترقی کر کے بدرجہ استحاب پہنچایا۔  
 بعدہ ابن قیم وغیرہ اُس کی تلامذہ تائید میں اُٹھے۔ کتابیں عجیب تصنیف کیں لیکن وہ مفسدہ جلدی رفع ہو گیا۔ (۲)

### شیخ ابن تیمیہ کا احوال

بعد از مدت ابن تیمیہ شتی نے اپنے عہد میں دین جدید اختراع کر کے ہنگامہ برپا کیا۔ ۷۰۵ھ ہجری میں ابن تیمیہ کا فتنہ قائم ہوا، اُس نے دعویٰ کیا کہ سفر زیارت رسول خدا ﷺ کے واسطے حرام ہے اور اس سفر میں قصر صلوٰۃ جائز نہیں کہ سفر معصیت کا ہے۔ اس قسم کی اس شتی نے بہت زبان درازی کی

(۱) یہاں ترجمے میں قدرے تسامح واقع ہوا ہے، مصنف کی عبارت یوں ہے: وحال فحش و بد زبانی و بے ادبی و گستاخی با ائمہ کبار محتاج بیان نیست، لسان ابن حزم و سیف الحجّاج شقیقان زبان زد کا فتنہ نام است (البوارق ص ۲۴)  
 ترجمہ: ائمہ کبار کے ساتھ (ابن حزم کی) فحش گوئی، بد زبانی، بے ادبی اور گستاخی کا حال محتاج بیان نہیں ہے، یہ بات زبان زد عام ہے کہ ”ابن حزم کی زبان اور حجّاج کی تلوار دونوں سنگی بہنیں ہیں“ (مرتب)

(۲) البوارق الحمد یطبع اول ۱۲۶۶ھ میں اس مقام پر کا تب سے سہو ہوا ہے، علامہ ابن قیم کا ذکر شیخ ابن تیمیہ کے بعد ہونا چاہیے تھا لیکن غلطی سے ان کا ذکر ابن حزم کے تلیذ کی حیثیت سے ہو گیا ہے، البوارق الحمد یطبع دوم میں کتابت کی غلطی درست کر لی گئی ہے (البوارق الحمد یہ: ص ۲۴) اس معاملے کی تفصیل کے لیے دیکھیے مقدمہ ص ۲۴/۲۵ (مرتب)

بس سے طبیعت متغیر ہوتی ہے اور بشارت اس کلام کے ایک اور بلا میں مبتلا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے واسطے جسم اور مکان ثابت کیا اور اس مقدمے میں ایک رسالہ لکھا جس میں اہل سنت کے مذہب کی تردید کی اور منکران مکان کو گمراہی سے منسوب کیا۔ تحقیر اور توہین خلفائے راشدین کی اور مخالفت ائمہ مجتہدین کی شعار و دثار اپنا کیا۔

ایک کتاب صراط مستقیم نام تصنیف کر کے گرم بازاری شروع کی اور چند اشرا بردار اور جاہل و فاسق اُس کے حلقہ بگوش ہو کر بلاد اسلامیہ میں ہنگامہ برپا کرنے لگے، علمائے ربانی اس کی تردید اور ابطال اور ازالہ اوہام اُس بطل کی طرف متوجہ ہوئے علامہ تقی الدین سبکی اُس کی تردید (۱) میں متوجہ ہوئے۔ چنانچہ طبقات سبکی میں سب ماجرا موجود ہے اور شیخ کمال الدین زملکانی اور شیخ داؤد ابو سلیمان وغیرہ نے خوب تردید کی۔

۷۰۵ھ میں گرفتار ہوا اور مصر میں حاضر کیا گیا اور مدرسہ کالمیہ میں ایک جلسہ قرار پایا قاضی اور مفتی اور علمائے عصر جمع ہوئے۔ قاضی القضاۃ زین مالکی نے اُس کو بلا کر جواب طلب کیا جب ابن تیمیہ نے جواب شافی نہ دیا اور کلمات مضطر بانہ شکایت قضاۃ کے خارج از بحث زبان پر لایا تو قاضی القضاۃ نے اُس کو قید فرمایا اور فرمان سلطانی اطراف و جوانب میں اس مضمون کا جاری ہوا کہ ابن تیمیہ شقی نے زبان درازی کی اور اکثر مسائل دینیہ میں خلاف اجماع کے بولا اور اس نے فتنہ عظیم برپا کیا۔ لہذا ہم نے حکم کیا کہ سب قضاۃ اسلام اور مفتیان اعلام اور ائمہ دین اور فقہائے اسلام جمع ہوئے، ثابت ہوا کہ یہ مخالف اجماع کے کلام کرتا ہے اور اعتقاد اُس کا خلاف شرع ہے، جو شخص ابن تیمیہ کی تابعداری کرے گا سزا کو پہنچے گا اور یہ فرمان منبروں پر پڑھا گیا اور ابن تیمیہ قید کیا گیا۔

بعد دو سال یعنی ۷۰۷ھ میں قید سے خلاصی پائی اور اپنے اعتقاد خلاف شرع سے رجوع کیا اور سب علما کے سامنے اپنی غلطی کا مقرر ہوا۔ چند روز اُسی حال پر رہا پھر اعیان اور ارکان مصر نے نائب سلطنت کے پاس فریاد کی کہ ابن تیمیہ اولیائے کرام کے حق میں گفتگو خاطر آزاری کی کرتا ہے، خصوصاً حضرت رسالت مآب نبی الرحمۃ شفیع الامۃ ﷺ کے توسل میں سخنان خلاف متفق علیہ لکھتا ہے، پھر مجلس منعقد ہوئی اور ابن تیمیہ دوبارہ قید کیا گیا۔

(۱) کتاب شفاء القام زیارت خیر الانام میں ان کی تصنیف موجود ہے (مترجم)

بوقت عود دولت ناصریہ پھر لو بہ لر کے رہائی پا کر شام میں پہنچا اور وہاں بھی چند واردات پیش آئیں۔ آخر الامر دمشق کے قید خانہ میں قید ہوا اور منادی کی گئی کہ جو شخص ابن تیمیہ کے عقیدے پر ہو اُس کا مال اور خون مباح اور حلال ہے، تب فتنہ فرو ہوا۔

منجملہ اُس کے کلماتِ خبیثہ کے یہ ہے کہ:

حضرت ابو بکر و عمر والی امر ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اولی الامر کی اطاعت کا حکم کیا ہے اور اولی الامر کی اطاعتِ خدا ہے اور نافرمانی اولی الامر کی نافرمانی خدا ہے، جو ولی الامر کو ناراض کرے اور اُس کی عدول حکمی کرے اس نے خدا کو ناراض کیا اور خدا کی عدول حکمی کی اور علی و فاطمہ نے خدا کا حکم رد کیا اور عدول حکمی کی اور خدا کی رضا کو برا جانا، کیوں کہ خدا کی رضامندی اُس کی اطاعت اور اُس کے ولی الامر کی اطاعت میں ہے۔ جو اطاعت ولی الامر سے کراہت کرے اُس نے رضامندی خدا سے کراہت کی۔ اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی اور ولی الامر کی نافرمانی سے غضب میں آتا ہے اور جو اُس نافرمان کی تابعداری کرے اُس نے مغضوب علیہ خدا کی تابعداری کی اور رضامندی خدا کو برا جانا

اُس کا کلمہ خبیثہ ہو چکا، اتنا ہی اُس کی خباثت اور اُس کے مداحوں اور ماننے والوں اور موافقین کے خبث کے اثبات کے لیے کافی ہے۔

### فرقہ ظاہریہ کے بعض عقیدے

واضح ہو کہ اکثر ظاہریہ فرقہ خوارج شام کا پر تو ہیں کہ خلیفہ ثالث کو برا نہیں جانتے بلکہ اکابر خوارج خون اس خلیفہ مظلوم کو ذریعہ ریاست اپنی کا بناتے ہیں اور خلافت راشدہ کو اُسی وقت تک مقتضی سمجھتے ہیں اور ایام خلافت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو ایام فتنہ اور ملک عضوض اور وقت ہلاک امت اور زمان شرود کا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یوم تحکیم سے استقامت خلافت کی ہوئی اور اکثر یہ نواصبہ و خوارج فرقہ ظاہرہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی نسبت وہی دلائل لاتے ہیں جن سے خوارج عراق کی تکفیر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کرتے ہیں، اور یہ دلائل اپنی کتابوں میں

مل تعریض بر خلافت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اتبات خلفائے ثلاثہ مل کرتے ہیں، مین تصریح بلفظ کفر نہیں کرتے اور گاہ بے گاہ بعض کلمات مدح بھی سوائے باب خلافت کی ذکر کرتے ہیں اور بہت جگہ موافق اپنے مذاق کے سند لاتے ہیں۔ استقامت کسی طریقے پر نہیں رکھتے، گاہے چنان و گاہے چنیں، بلکہ ایک ہی کتاب میں مقامات متعددہ میں دعاوی متعارض و متناقض لاتے ہیں۔

### شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بعض افکار

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کہ ان کتابوں پر مطلع ہوئے تو اُن کی کتابوں میں کلمات فرقہ ظاہریوں نے بہت دخل پایا۔ اگرچہ دوسری جگہ اُن کے خلاف بھی پایا جاتا ہے۔

(مترجم کہتا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے جو کلمات متناقضہ کتاب انتباہ اور حجتہ بالغہ اور ازالۃ الخفا میں تحریر کیے ہیں محض برائے رفع ملال سامعین کہ چنداں استعداد فہم و ادراک اُن مسائل متناقضہ کی نہیں رکھتے اس جگہ ترجمہ اُن کا متروک ہوا، خلاصہ ان کا یہ ہے کہ بطرز فرقہ ظاہریہ و خوارج شام مثالب و معائب زمان خلافت حضرت مرتضیٰ کے صراحۃً و کنایۃً اُن سے مفہوم ہیں اور خلافت راشدہ قتل حضرت عثمان تک جانتے ہیں اور عہد خلافت حضرت مرتضیٰ کو زمان فتن قرار دیتے ہیں، چونکہ یہ امر خلاف اہل سنت و جماعت کے تھا اور اُس وقت بقیہ سلطنت تیموریہ کا کہ اہل سنت و جماعت تھی اور دلی میں کچھ اثر حکومت کا رکھتے تھے اور علما و صلحا سنی بھی موجود تھے، اسی واسطے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب نے اُن کتابوں کو شائع نہ ہونے دیا اور برخلاف اُن کے اپنی کتابیں تحفہ اثنا عشریہ و تفسیر وغیرہ تصنیف کر کے رائج کیں۔ یہ مضمون صفحہ ۳۴ سے ۴۲ تک بوارق محمدیہ مطبوعہ ۱۲۶۹ھ مطبع دار السلام دہلی پر ہے)

### شاہ اسماعیل دہلوی اور انکار تقلید

بعدہ مولوی اسماعیل نے زمانہ کو جب حکومت اسلام سے فارغ اور علمائے اعلام سے خالی پایا تو حدت طبعی سے آوازہ بلند کیا اور اس انگلر زیر خاستہ کو کما بینگی مشتعل کیا اور ختم پوشیدہ تہہ خاک کو پانی دے کر سر سبز کیا۔ ائمہ کرام ہر چہ امام کو ہدف سهام ملام بنایا۔

چنانچہ ایک رسالہ مسمی بہ تنویر العینین لکھا جس میں یہ مضمون ہے کہ:

الترام تقلید صحیح باوجود رجوع کر سکنے بطرف روایات منقولہ از بی باطنیہ کہ  
صریح مخالف قول امام مقلد کے ہوں کس طرح جائز ہے اور اگر اپنے امام  
کے قول کو نہ چھوڑے تو اس میں شائبہ شرک کا ہے۔

### شاہ اسماعیل دہلوی کے بعد وہابیوں کے مختلف فرقے

اور بعد وفات مولوی اسماعیل کے اسماعیلیوں میں اختلاف و نفاق پڑا حتیٰ کہ ایک دوسرے کو کافر  
کہنے لگے۔ بڑا فرقہ جامع فرقہ ظاہریہ وہابیہ کا ہے۔

دوسرا فرقہ ظاہریت وہابیت پر غالب پورب کا ملک کلکتہ سے بنارس تک، گویا ولایت اسی فرقہ  
کی ہے۔

تیسرا فرقہ وہابی ظاہریوں سے بیزاران دنوں شاہجہان آباد میں یہی فرقہ غالب ہے، مگر ان  
میں بھی اختلاف ہے بعضے مولوی اسماعیل کے انکار تقلید سے منکر ہیں اور بعضے قائل بر رجوع از انکار،  
چنانچہ رسالہ تنبیہ الضالین و ہدایت المسلمین مطبوع مطبع سید الاخبار دہلی، تالیف کسی ایک شخص اسی  
طائفہ کا ہے کہ سید احمد کو امیر المؤمنین کے لقب سے یاد کرتا ہے اور منکران تقلید پر بڑی نفریں کرتا ہے  
اور مناقب حضرت امام (ابو) حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اور محامد تقلید امام صاحب کے بکمال تفصیل لکھ کر  
مہریں اور دستخط علمائے عرب اور ہند کے ثبت کرائیں ہیں۔

(مضمون اس کتاب کا بھی تناقض ہے برائے رفع ملال سامعین ترجمہ صفحہ ۴۴ و ۴۵ متروک  
ہوا، مترجم)

فرقہ چہارم اعتقاد ظاہریہ وہابیہ سے برکنار ہے اور عقیدہ موافق اہل سنت و جماعت کے ظاہر  
کرتے ہیں اس فریق کی روایت یہ ہے کہ باوجود اقرار موافقت با اہل سنت کے حقیقت ملت اسماعیلیہ  
کے بھی قائل ہیں اور اس تحالف کو اختلاف امت پر حمل کرتے ہیں جس اختلاف کو حضرت رسول خدا  
ﷺ نے برحمت تعبیر فرمایا اور یہ ان کی بڑی غلطی ہے کیوں کہ اختلاف امت رحمت وہ اختلاف ہے  
کہ مابین ائمہ مجتہدین اور علمائے صالحین کے واقع ہوا، اس طرح کہ ہر ایک اپنے راویان اور  
مرویات کو ترجیح دیتا ہے اور دوسرے کی توہین گوارا نہیں رکھتا اور حق بجانب خود اور قطعیت بطلان  
جانب دیگر کے نہیں کرتا اور ہر ایک بظن غالب جانب خود و احتمال جانب دیگر عمل کرتا ہے اور حفظ

مراتبِ عظیم و تکریمِ مائین سے کوئی دقیقہ فروزا شست نہیں لرتا اور حق دائر درمیان مذاہبِ اربعہ کے جانتے ہیں اور یہ باتیں ان کے عملیات و احکام میں ہیں نہ عملیات اور عقائد میں کیوں کہ حق عقائد میں متعین ہے اور اختلافِ اسماعیلیہ کا اہل سنت سے اس قبیل سے نہیں بلکہ عقائد میں ہے، مستحباتِ اہل سنت و جماعت کو ملتِ اسماعیلیہ میں کفر و بدعت قرار دیا گیا ہے اور یہ مخالفِ شیعہ و سنی کی مخالف سے بڑھ کر ہے۔ اس واسطے کہ خواص و علمائے معتبر فریقین سنی اور امامیہ ایسی جرأت ایک دوسرے پر نہیں کرتے ہیں۔ حاشا کہ ہزار خرافاتِ اسماعیلیہ سے کسی امامیہ کی زبان پر ایک بھی گزرا ہو۔

پس جو شخص کہ باوجود حقیقتِ اہل سنت حقیقتِ مذہبِ امامیہ کا قائل ہو اور اس اختلاف کو رحمت سمجھے اہل سنت کے نزدیک سنی نہیں اور ایسا ہی شیعوں میں سے اگر کوئی اس اختلافِ شیعہ و سنی کو رحمت سمجھے وہ امامیہ نہیں بلکہ مخالفِ عقائد میں ہے کہ جمع نہیں ہو سکتا اور اسماعیلیہ اہل سنت و جماعت کو مثلِ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے کافر جانتے ہیں، پس یہ فریقِ چہارم ایسا ہے جیسا کوئی باوجود موافقت کرنے کے با اہل اسلام اقرار حقیقتِ دینِ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کا بھی کرے حاشا و کلا، کہ یہ شخص مسلمان ہو ہر چند یہ فریقِ چہارم مذہبِ بدبین بینِ ذلک ہیں، نہ ادھر کے نہ ادھر کے، نہ سنی نہ اسماعیلی، مگر اس لحاظ سے کہ منفعت و موافقتِ اہل سنت سے قطعاً محروم ہیں اور مضرتِ عقیدہ واضح حقیقتِ اسماعیلیہ کے ان کو لازم و ملزوم ہے، کیوں کہ گلابِ مخلوط با شرابِ حکم شراب کا رکھتا ہے، یہ فرقہ بھی داخلِ شمار فرقِ اسماعیلیہ کے ہے۔

### پہلا باب عقائدِ نجدیہ کے بیان میں

پہلا باب فرقہ نجدیہ کے عقائد میں

عقیدہ اول: اعمال و افعال کو حقیقتِ ایمان میں مثل تصدیق کے داخل کرتے ہیں۔

یہ مسئلہ خوارج اور معتزلہ کا تھا انہوں نے اُن سے ترقی کی، حتیٰ کہ بعضے افعال جو کافہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک بلکہ جملہ امتِ اجابت کے نزدیک بہ اتفاق یا بہ اختلافِ باہمی حرام یا مکروہ تحریمی، یا تنزیہی، یا مستحب، یا مباح، یا سنتِ ہدی، یا سنتِ زائدہ تھی سب کو کفر کہتے ہیں۔

یہ مسئلہ ایک بڑا اصل اصول ان کے مذہب کا ہے، تمام مسائلِ تقویتِ الایمان کے اسی پر مبنی ہیں۔ جب یہ اصل اصول ان کا اہل سنت کے نزدیک مردود ہے تو ساری تقویتِ الایمان مذہب

اہل سنت و جماعت کے نزدیک مطرود ہے۔

اولاً جو مباحث مابین اہل سنت و معتزلہ و خوارج کے وقوع میں آئے ہیں کتب عقائد سے نقل کرتا ہوں، بعد ازاں عبارت تقویت الایمان کی لکھ کر تفصیل وار اُس کے اغلاط پر تنبیہ کی جائے گی۔

### اہل سنت کے نزدیک ایمان کی تعریف

جمہور اہل سنت کے نزدیک رکن ایمان کا تصدیق قلبی ہے، اقرار زبانی محض اجرائے احکام دنیاوی کے لیے شرط ہے اور بعض کے نزدیک تصدیق قلبی اور اقرار زبانی (کے) مجموعے کا نام ایمان ہے، مگر اقرار محتمل السقوط ہے جیسا کہ اکبر اور مکرہ میں ظاہر ہے۔

شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ:

مجموعہ تصدیق و اقرار کو ایمان کہنا مذہب بعض علما کا ہے یہی مختار شمس الائمہ اور فخر الاسلام کے نزدیک ہے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور محض برائے اجرائے احکام دنیاوی کی شرط ہے، کیوں کہ تصدیق قلبی باطنی بات ہے، اُس کی کوئی علامت چاہیے، سو جو شخص کہ تصدیق قلبی رکھتا ہو اور اقرار باللسان نہ کرے، وہ عند اللہ مومن ہے، اگر چہ احکام دنیا میں مومن نہ ہو، اور جو زبانی مقرر ہے اور تصدیق قلبی نہیں رکھتا جیسا کہ منافق تو وہ دنیا کے احکام میں مومن ہے، اور عند اللہ کافر، یہ مختار شیخ ابو منصور کا ہے۔

خلاصہ یہ کہ عمل اہل سنت کے نزدیک رکن ایمانی نہیں کہ اس کی مفقودی سے ایمان معدوم ہو جائے اور جس جگہ اطلاق ایمان کا اعمال پر آیا ہے وہ از قبیل مجاز ہے اور حسب متعارف عرف جیسا کہ عرف میں بالوں اور ناخنوں کو جزو بدن کہتے ہیں اور باوجود اس کے ناخن اور بالوں کے معدوم ہونے سے بدن معدوم نہیں ہوتا۔ علیٰ ہذا القیاس پتے، درختوں کے عرفاً اجزائے درخت ہیں اُن کے جانے سے درخت نہیں جاتا۔

شیخ عبدالحق شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں کہ:

یہ جو محدثین کے نزدیک مشہور ہے کہ ایمان تصدیق بالقلب و اقرار



بالسان وصل بالارکان کا نام ہے تو مراد اس سے ایمانِ کامل ہے اور صل شرط ایمانِ کامل کی ہے، نہ اصل ایمان کی، جیسا کہ مذہبِ اہل حق کا ہے اور بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ مذہبِ محدثین کا مخالف جمہورِ اہل سنت کے اور موافق معتزلہ کے ہے حاشا وکلا یہ خیال غلط ہے انتہی۔

اہل سنت کے نزدیک مرتکبِ کبیرہ کا حکم

مرتکبِ کبیرہ کا عند اہل سنت مومن ہے اور خوارج اُس کو کافر کہتے ہیں اور معتزلہ اُس کو فاسق قرار دیتے ہیں، نہ مومن نہ کافر جیسا کہ شرح عقائد نسفی میں مفصل لکھا ہے۔ (چونکہ مطلبِ شرح عقائد انھیں دو فقروں میں ادا ہو گیا ہے تو نقل عبارت و ترجمہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ مترجم)

مرتکبِ کبیرہ کے عدم ایمان پر معتزلہ کی پہلی دلیل

معتزلہ ابطالِ مذہبِ اہل سنت کے لیے یہ دلائل لاتے ہیں۔

منجملہ اُن کے آیتِ کریمہ ہے:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ یعنی اکثر لوگ خدا کے

ساتھ ایمان نہیں لاتے مگر ابھی وہی مشرک ہیں

یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے کہ ان میں ایمانِ شرک سے مخلوط ہے، حالانکہ تصدیقِ جملہ ماجا بہ النبی ﷺ شرک کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتے، کیوں کہ توحید منجملہ ماجا بہ النبی ﷺ ہے، پس ایمان عبارتِ تصدیق سے نہیں۔

معتزلہ کی پہلی دلیل کا جواب

اس دلیلِ معتزلہ کو صاحبِ مواقف نے نقل کر کے جواب دیا، جس کا حاصل شارحِ مواقف یوں لکھتا ہے کہ:

ایمان لغت میں مطلق تصدیق کا نام ہے اور شرع میں تصدیق با امر خاص

ہے کہ مجموعہ ما عِلْم کونہ من الدین ضرور ہے یعنی جس کا دین سے

ہونا ضروریات سے جانا گیا اور اس آیت میں جو ایمان مذکور ہے وہ محمول

معنی لغوی پر ہے۔ پس استدلال معتزلہ کا نہ رہا، لیوں کہ کلام ایمان شرعی  
میں تھا سو وہ بیان مراد نہیں۔

## معتزلہ کی دوسری دلیل

دوسری دلیل معتزلہ کی یہ ہے کہ:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ  
یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ کے احکام اتارے ہوئے کے ساتھ حکم نہ کریں وہی  
کافر ہیں۔

## معتزلہ کی دوسری دلیل کا جواب

صاحب مواقف نے اس کا جواب دیا کہ

مَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا سَعَرَدُوهُ هُوَ جَوْدَانِ اِتَارَاهُ، وَهَاسِ سَعَسِ  
چیز کے ساتھ حکم نہ کریں۔ یا مراد ما انزل اللہ سے تو ریت ہے، بقریۃً ما  
قبل، پس یہ آیت مختص بالیہود ہے۔

## معتزلہ کی تیسری دلیل

تیسری دلیل معتزلہ کی یہ حدیث ہے:

مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرُوا مِنْ مَاتَ وَلَمْ يَحْجِ فَلَيْمَتْ  
ان شاء یهودیاً وان شاء نصرانیاً یعنی جو شخص دانستہ نماز کو ترک  
کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اور جو شخص مر گیا اور اُس نے حج نہ کیا تو وہ مرے  
چاہے یہودی ہو کر چاہے نصرانی۔

## معتزلہ کی تیسری دلیل کا جواب

اس کا جواب یہ دیا کہ:

احادیث احاد کو اجماع کے ساتھ جو بعد حدوث مخالفین کے منعقد ہو گیا ہو  
تعارض نہیں، یہ حدیث خلاف اجماع کے ہے

الغرض اٹھارہ دلیلیں معتزلہ کی کہ آیت و حدیث سے لائے ہیں اور اکثر یہ دلائل نجدیوں کی

زبان پر جاری ہیں اس لئے سب کا جواب جدا جدا دیا ہے۔

اور یہ بات کہ مرتکب کبیرہ کو منافق کہتے ہیں دلیل اُن کی یہ ہے:

آیۃ المنافق ثلث اذا وعد اخلف واذا حدث كذب واذا ائتمن

خان یعنی نشان منافق کے تین ہیں جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور

جب بات کہے تو جھوٹ کہے اور جب امین کیا جائے تو خیانت کرے۔

اس کا جواب دیا کہ یہ حدیث متروک الظاہر ہے (یعنی اس حدیث کے معنی ظاہری علما نے مراد

نہیں رکھے)

واضح ہو کہ ایمان حقیقی وہ ہے کہ جس پر احکام اخروی مرتب ہوں اور وہی محل نزاع ہے، نہ

ایمان ظاہری کہ منافق کو بھی ہے، جیسا کہ شرح مواقف میں لکھا ہے۔

رکن، علت، سبب، شرط، اور علامت کے درمیان فرق

اور اس مقام میں ایک ضروری بات یہ ہے کہ معلوم کیا جائے کہ رکن و علت و سبب و شرط و

علامت میں کیا کیا فرق ہے؟ اس کے بے اطلاعی کے سبب یہ لوگ طرح طرح کی قباحتوں میں پڑ

گئے ہیں۔ کتاب توضیح میں ہے کہ جو ایک شے متعلق بشی آخر ہو پس وہ اگر دوسرے شے میں داخل

ہے تو رکن ہے اور اگر خارج ہے تو پس اگر موثر ہو تو علت ہے اور اگر موصل الی الشی فی الجملہ ہو تو سبب

ہے، ورنہ اگر دوسری شے کا وجود اس پر موقوف ہے تو وہ شرط ہے اور اگر موقوف نہیں تو کم سے کم اُس

کے وجود پر دلالت تو کرے گی، اس کا نام علامت ہے۔

سوا سی واسطے بعضوں نے ہمارے لوگوں پر اعتراض کیا جب انھوں نے اقرار لسانی کو ایمان

میں رکن زائد قرار دیا اور تصدیق کو رکن اصلی، تو معترض نے کہا کہ اقرار اگر رکن ہو تو اس کے انتفا

سے انتفائے مرکب لازم آئے گا۔

صاحب توضیح جواب دیتے ہیں کہ رکن زائد ایسی شے ہے جس کو شرع نے وجود مرکب میں

اعتبار کیا، لیکن اگر بضرورت معدوم ہو جائے تو اُس کے عدم کو غنوکر دیا اور مرکب کو حکماً موجود کا

قرار دیا اور یہی سر ہے ان کے قول کا کہ لاکثر حکم الكل کہتے ہیں۔ نظیر اس کی اعضائے

انسان ہیں کہ سر ایک ایسا رکن انسان ہے کہ جس کے انتفا سے انتفائے انسان لازم نہیں آتا ہے

میلن ناخص ہو جاتا ہے (۱) اور کفر خلاف ایمان ہے۔

مواقف میں لکھا ہے کہ ہر طائفے کے نزدیک کفر مقابل ایمان کے ہے جو تعریف ایمان کرے کفر اُس کے مخالف کا نام ہے۔ خوارج کہتے ہیں کہ ہر معصیت کفر ہے سو یہ ہم باطل کر چکے ہیں اور معتزلہ کہتے ہیں کہ معاصی تین قسم ہیں:

(۱) ایک وہ کہ دلالت کرے اس بات پر کہ یہ عاصی خدا اور خدا کی توحید اور خدا تعالیٰ نے جو کہا جائز یا ناجائز ہے وہ سب سے جاہل ہے، جیسا کہ قرآن شریف کو نجاست میں ڈال دینا اور تلفظ بکلمات دالة علی الجہات کا کرنا، سو اس قسم کا گناہ کفر ہے۔

(۲) دوسرا وہ کہ مرتکب کو بین الکفر والایمان کی طرف نکال دیتا ہے، اس کا نام کبیرہ ہے۔

(۳) تیسرا وہ کہ ایمان سے نہیں نکالتا جیسا کہ کشف عورت کا کرنا، اس کا نام صغیرہ ہے۔

حاصل کلام مطابق عقیدہ اہل سنت کے حکم ایمان و کفر کا بلا تصدیق و اقرار درست نہیں۔ جہاں لفظ کفر و شرک کا احادیث اور آیات و روایات میں وارد ہوا ہے اور خوارج و معتزلہ نے اُن سے استدلال کیا ہے، اہل سنت و جماعت نے ان کو محمول بر معنی لغوی یا مجازی کیا ہے، یا تاویل اس طرح پر کی ہے کہ یہ متروک الظاہر ہیں کہ ان کے ظاہر معنی مراد نہیں، یا اس کے معارض قوی کے ساتھ استدلال کیا ہے۔

### وہابیہ کو پانچ تنبیہات

واضح ہو کہ اس طائفہ جدیدہ کو ایک طریق پر قرار نہیں، مضطرب الاقوال ہیں، کبھی تو کتب فقہ سے بیزار ہوتے ہیں اور اُن پر تبرابو لیتے ہیں اور کبھی برائے مصلحت خود اُن سے سند لاتے ہیں۔ باب کفر میں کتب فتاویٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اُن کو اپنا عمدہ دلائل سمجھتے ہیں۔ ایک یہ تنبیہ اس غلطی پر ضروری ہے۔

(۱) یہاں ترجمے میں سہو ہوا ہے، اصل عبارت یہ ہے: نظیر اعضاء الانسان فالرأس ركن ينتفى الانسان بانتفائه

واليد ركن لا ينتفى الانسان بانتفائه ولكن ينقص (البوارق: ص ۳۸)

ترجمہ: اس کی نظیر اعضاء انسانی ہیں، سر ایک ایسا رکن ہے کہ اس کے انتفا سے انسان کا انتفا ہوگا (یعنی سر نہ ہونے سے انسان بھی نہیں ہوگا) اور ہاتھ ایک ایسا رکن ہے کہ جس کے انتفا سے انسان منقہ نہیں ہوگا (یعنی ہاتھ کے نہ ہونے سے انسان کا نہ ہونا لازم نہیں آئے گا، لیکن انسان) ناقص ہوگا۔ (مرتب)

(۱) اول ہر مسئلے کو اپنے نل پر دیکھنا چاہیے۔ ہم کتب اصول مذہب اہل سنت سے بادلال سئل کریں گے اُس کے مقابل فروغ کا لانا کچھ مفید نہ ہوگا۔

(۲) دوسرا فن فروغ میں طرق معینہ اُس فن پر نظر کرنی چاہیے، نہ محض ہوائے نفسانی سے اور یہ ایک قاعدہ مقررہ ہے کہ متون شروح پر مقدم ہیں اور شروح فتاویٰ پر، فتاویٰ مخالف متون کے قابل اعتبار نہیں جیسا کہ کتاب مآۃ المسائل میں صاحب کتاب کا اس بات پر اقرار ہے۔

(۳) تیسرا انھیں اصحاب فتاویٰ نے اُسی باب و کتاب میں جا بجا دیگر تصریح کر دی ہے کہ حکم تکفیر صحیح نہیں۔ ہم کیا کریں تمام مطلب کو سمجھنا عادت اس فرقے کی نہیں۔

اہل قبلہ کی تکفیر میں احتیاط

بحر الرائق میں لکھا ہے:

وفی جامع الفصولین روی الطحاوی عن اصحابنا یعنی طحاوی نے ہمارے ائمہ سے روایت کی ہے کہ آدمی بجز انکار کرنے اُس چیز کے کہ جس نے اُس کو ایمان میں داخل کیا ہے خارج از ایمان نہیں ہوتا، پھر جس بات کا یقین ہو کہ یہ ردت ہے تو حکم اس کا کیا جائے گا اور جس بات میں ردت کا شک ہو وہاں اُس کا حکم نہ کیا جائے گا۔ کیوں کہ اسلام ثابت شک سے زائل نہیں ہوتا۔ علاوہ برآن الاسلام یعلو ولا یُعلى ہے، یعنی اسلام عالی ہے پست نہیں کیا جاتا۔ اور عالم کو سزاوار ہے کہ جب اُس کے سامنے کوئی ایسی بات پیش ہو تو وہ اہل اسلام کی تکفیر میں جلدی نہ کرے کہ اسلام مکرّہ علی الکفر کا بھی صحیح ہے اور میں نے جو اس فصل میں مسائل نقل کیے ہیں، میں نے میزان اُن کا وہ قرار دیا ہے کہ بعض مسائل میں مذکور ہے کہ انہ کفر مع انہ لایکفر یعنی یہ بات کفر ہے باوجودیہ کہ وہ کافر نہیں اس مقدمے کے قیاس پر انتہی۔

فتاویٰ صغیرہ میں ہے کہ:

کفر شے عظیم ہے میں کسی مومن کو کافر نہیں کہتا، جب تک کہ کوئی روایت عدم

لغری پاؤں اور خلاصہ وغیرہ میں ہے کہ جب مسئلے میں بہت وجوہ لغری ہوں اور ایک وجہ مانع کفر کی پس مفتی کو لازم ہے کہ وجہ مانع کفر کی جانب مائل ہو، اور ایسا ہی تا تاریخانی میں اور بحر الرائق و فتح القدیر اور در مختار میں لکھا ہے اور علی قاری نے فقہ اکبر کی شرح میں بذیل قول استحلال المعصیۃ کفر کے لکھا ہے کہ جب قطعاً معصیت کا ہونا ثابت ہو تب یہ قول درست آئے گا اور جمع کرنا درمیان قول علمالا یکفر احد من اهل القبلة یعنی کوئی اہل قبلہ میں سے کافر نہیں کہا جاتا اور اُن کے قول کے من قال الخ یعنی جو قرآن کی مخلوقیت کا قائل ہے، یا استحالت رویت باری تعالیٰ کا، یا سب الاشیخین اور امثال ذلک کے مشکل ہے، جیسا کہ شرح عقائد میں ہے اور شارح مواقف بھی کہتا ہے کہ جمہور فقہا اس بات پر متفق ہیں کہ اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہنا چاہیے اور کتب فتاویٰ میں ذکر ہے کہ سب الاشیخین کفر ہے اور ایسا ہی اُن کی امامت کا انکار کفر ہے انتہی۔

بے شک یہ مسئلہ وجہ اشکال عدم مطابقت بین المسائل الفرعیۃ اور دلائل اصولیہ کا ہے۔ اس اشکال کو اس طرح دفع کرتے ہیں کہ نقل کتب فتاویٰ کے جن کا قائل کوئی معلوم نہیں، کوئی حجت نہیں کیوں کہ مدار اعتقاد کا مسائل دینیہ میں اولہ قطعہ پر ہے، علاوہ برآں تکفیر مسلم میں مفسد جلیہ و خفیہ مرتب ہوتے ہیں اور اس کا ذکر بناءً علی التہدید و التغلیظ ہے۔

ابن ہمام نے ہدایہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ حکم تکفیر اہل ہوا کا یہ ہے کہ یہ اعتقاد فی نفسہ کفر ہے اور قائل اس کا قائل بکلمہ کفر الخ۔

(۴) چہارم انھیں کتب فتاویٰ سے جن میں در باب تکفیر اسناد کرتے ہیں حکم تکفیر بہ نسبت امور مذکورہ کی کہ مخالف لوگ بھی تردید و تکذیب اُن روایتوں کی کرتے ہیں موجود ہے، چنانچہ ایک شخص اس گروہ کا واسطے مسئلہ ذبح کے کتاب فصول عمادی مصنف (۱) کے پاس لایا اور بابت حرمت ذبیحہ کے برائے قادم و مہمان اُس کا حوالہ دیتا تھا۔ مصنف نے یہی کتاب فصول عمادی اُس کے ہاتھ سے

(۱) مراد از مصنف مولوی فضل رسول صاحب مرحوم ہیں (مترجم)

لے لروہ مقام بس میں محمد اسماعیل بخاری مؤلف صحیح بخاری علیہ الرحمۃ لی مفسر بھی کسی نکال کر اس کے سامنے پیش کیا، چنانچہ اُس کی زبان پر بے ساختہ یہی جاری ہوا کہ احکام تکفیر ایسی کتابوں کے قابل اعتبار نہیں۔

(۵) پنجم خوارج و معتزلہ مذہب حنفی میں ہزار در ہزار داخل ہیں شاگردان خاص امام اعظم اور امام ابو یوسف علیہم الرحمۃ کے متذہب ہب ہب مذہب باطلہ گزرے ہیں، اور ہزاروں روایت انہوں نے اپنے مذہب کے مطابق کتب فتاویٰ میں داخل کر دی ہیں، چنانچہ فتاویٰ قنیہ والا جو بڑا مشہور آدمی ہے اور صاحب در مختار اور صاحب اشباہ وغیرہ متاخرین اُس سے روایات نقل کرتے ہیں، بڑا معتزلی ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب کتاب فقہیات میں لکھتے ہیں کہ:

ما بین حنفیت اور اہل سنت کے عموم و خصوص من وجہ ہے، کسوٹی روایات فتاویٰ کے اصول مذہب کے ہیں۔ بغیر اس کسوٹی کے فتویٰ دینا ناجائز ہے۔

اب یہ قرن شیطان نہ لیاقت تطبیق کی رکھتے ہیں اور نہ فکر تحصیل علم کی کہ کس سے حاصل کریں۔ ان کی اصلی غرض یہی ہے کہ جہال کو گمراہ کریں اور گستاخانہ فتاویٰ کے نام سے منہ کھولیں۔ ہذا ہم اللہ تعالیٰ۔

### تقویت الایمان کی چند عبارات کا رد

اب بعد تمہید اس مقدمے کے اولاً عبارت تقویت الایمان کی لکھ کر بعدہ اُس کی تردید کی جاتی ہے۔

**قولہ** - اول معنی شرک کے سمجھنے چاہیے کہ اکثر لوگ پیروں اور پیغمبروں اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور اُن کی منتیں مانتے ہیں اور حاجت برآنے کے لیے اُن کی نذر و نیاز کرتے ہیں۔ کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے، کوئی غلام نبی، کوئی غلام رسول، کوئی حسین بخش و حسن بخش و پیر بخش و مدار بخش و قلندر بخش و غلام حیدر۔ اور اُن کے جینے کے لیے کوئی کسی کے نام چوٹی رکھتا ہے، کوئی کسی کے نام ہڈی پہناتا ہے، کسی کے لیے کپڑے پہناتا ہے، کوئی کسی کے

نام کی بیڑی ڈالتا ہے، لونی کسی کے نام جانور لرتا ہے، لونی مستقل کے وقت کسی کی دوہائی دیتا ہے اور کوئی باتوں میں کسی کے نام قسم کھاتا ہے، غرض کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں، وہ سب کچھ جھوٹے مسلمان اولیا و انبیا اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پیروں سے کرتے ہیں، یہ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو شرک میں گرفتار ہیں۔ فقط۔

**الجواب** - دیکھو اس نے صرف افعال اور اعمال کو شرک بتایا اول آیت:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ (یعنی نہیں ایمان لاتے اکثر اُن کے ساتھ اللہ کے مگر ابھی وہ مشرک ہیں)

اس دعوے پر دلیل لایا کہ دعوے راست کر دکھائے، یہ وہی آیت ہے کہ مغتر لہ اہل سنت کے مقابلے میں لاتے ہیں، اور دلیل پکڑتے ہیں کہ صاحب کبیرہ مومن نہیں چنانچہ مذکور ہو چکا ہے۔ اور اہل سنت و جماعت نے اس کا جواب دیا ہے کہ مراد ”یومن“ سے جو اس آیت میں ہے ایمان لغوی مراد ہے اور افعال کو مدار شرک کے قرار دیا ہے اور اعتقاد و اقرار کو اُس نے اُن کے ساتھ کچھ باور نہیں کیا۔ کَانَ لَمْ يَكُنْ سمجھا چنانچہ خود اُس نے لکھا ہے:

**قولہ** کہ جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ اولیا و انبیا کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں، شرک جب ہوتا کہ ہم اُن کو اللہ کے برابر سمجھتے، اس سے اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ انتہی۔

**الجواب** - دیکھو صرف ارتکاب افعال کو شرک کہہ دیا اور انجام کار تعظیم کردی عبارت اُس کی:

”پھر خواہ یوں ہی سمجھے“ (سے لے کر) تا ”مشکلیں کھول دیتا ہے“ انتہی۔

**الجواب** - الغرض تمام کتاب اُس کی ایسی باتوں سے پڑ ہے اور ظاہر ہے کہ یہی خوارج کا مذہب ہے اور جن دلائل سے اہل سنت مذہب خوارج کو رد کرتے ہیں، اُنہی دلائل سے احکام تقویت الایمان کے مردود ہو جاتے ہیں۔

اب خصوصاً اُن افعال کو جنہیں اس نے کفر قرار دیا ہے معلوم کرنا چاہیے کہ خاص خاص حکم ہر فعل پر شرح میں کیا ہے۔ اول تو سجدہ برائے غیر خدا اظہر ہے اور فتح، اس کا حال یہ ہے کہ سجدہ



سوائے خدا کے دوسم ہے ایک سجدہ عبودیت اور دوسرا سجدہ بحیثیت، عبودیت وہ ہے کہ عیسیٰ خدا کو معبود اور الہ برحق اعتقاد کر کے سجدہ کرے، تو یہ سجدہ شرک ہے اور سجدہ بحیثیت وہ ہے کہ پہلی شریعتوں میں جائز تھا اور اس شریعت میں ناجائز، ہر چند بعض فقہاء بعض مقامات میں اُس کے جواز کے قائل ہیں، مگر مفتی بہ اور مختار یہی ہے کہ حرام ہے اور شرک نہیں، کیوں کہ اگر شرک ہوتا تو پہلی شریعتوں میں جائز نہ ہوتا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو والدین اور بھائیوں نے۔ چنانچہ قرآن شریف میں صاف منصوص ہے۔  
یہ بڑی بیوقوفی کی بات ہے کہ جو تقویت الایمان میں لکھی ہے کہ:

**قولہ** - جو کوئی یہ بات کہے کہ کسی مخلوق کو سجدہ کرنے (سے لے کر) تا چاہیے کہ یہ بہنوں سے بھی نکاح کر لیں۔ انتہی۔

**الجواب** - یہ نہیں سمجھا کہ حرمت و ممنوعیت اور چیز ہے اور شرک اور چیز ہے۔ حلت و حرمت بہ اختلاف ملل و شرائع بلکہ ایک ہی ملت میں بہ اختلاف اوقات مختلف ہو جاتے ہیں، کبھی ایک ہی چیز حرام ہوتی ہیں اور کبھی حلال، ان میں کلام نہیں، کلام شرک میں ہے کہ ساری ملتوں و دینوں میں اور کل اوقات میں جائز نہیں۔ اگر یہ سجدہ شرک ہوتا تو کبھی جائز نہ ہوتا اور یہ قیاس نکاح بہنوں پر کرنا قیاس اہلہانہ و ملحدانہ ہے، کہ ارتکاب افعال محرّمہ اس شریعت کو کہ پہلی شریعتوں میں مباح تھے، خیال شرک کا کرنا خالی از جنون والحا نہیں۔

لطف یہ ہے کہ خود دوسری جگہ اُسی تقویت الایمان میں لکھتا ہے کہ:  
شرک کی ممانعت اور توحید کا حکم سب شریعتوں میں تھا۔

پس اب اس کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ سجدہ مجوزہ پہلے دینوں کا شرک نہیں ہے اور یہ تفصیل مذکور ہر چند کتب دین میں لکھی ہے مگر ان کتابوں کی نقل بھی ضرور ہے۔

**خانوادہ شاہ ولی اللہ اور افکار اسماعیل دہلوی**

اب مناسب نظر آتا ہے کہ اس تقویت الایمان والے کے خاندان کی کتابوں سے اس کو مردود کرنا چاہیے تاکہ راستہ عذر کا اُس پر مسدود ہو جائے۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ:  
زمین پر پیشانی رکھنی دو طور پر ہوتی ہے ایک تو واسطے ادائے حق عبودیت

کے یہ سارے دینوں اور امتوں میں سوائے خدا کے حرام و ناجائز ہے کسی وقت جائز نہیں ہوا، کیوں کہ یہ محرمات عقلیہ سے ہے اور محرمات عقلیہ تبدیل ادیان و ملل سے متبدل نہیں ہوتے، دلیل اس کی یہ ہے کہ یہ تعظیم مشعر غایت تذلل کے ہے اور غایت تذلل اُس کے واسطے لائق ہے کہ غایت عظمت و بزرگی میں ہو، اور غایت عظمت وہ ہے کہ ذاتی ہو اور عظمت ذاتی خاصہ خدا ہے، کسی مخلوق میں نہیں پائی جاتی۔

دوسرا سجدہ وہ ہے کہ واسطے تکریم و تحیت کے ہو، جیسا سلام کرنا اور سر جھکانا یہ بات بہ اختلاف رسوم و عادات اور تبدل از منہ و اوقات کے مختلف ہو جاتی ہے، گا ہے جائز اور گا ہے حرام، پہلی امتوں میں جائز تھی جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں واقع ہوا ہے۔

قوله تعالى وخرّوا له سُجْدًا یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے واسطے سجدہ کرتے ہوئے گرے اور ہماری شریعت میں باہم مابین مخلوقات کے حرام و ممنوع ہے فرشتوں کا سجدہ جو حضرت آدم علیہ السلام کے واسطے ہوا تھا، اسی قبیل سے تھا انتہی۔

دیکھو عظمت کو مقید بقید ذاتی کیا ہے اور تقویت والا اپنے الحاد سے اپنے الحاد کے سبب مطلق لکھتا ہے، اور کہتا ہے:

خواہ یوں سمجھے خواہ یوں سمجھے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

اور چونکہ کتب اسماعیہ میں جو وہ بھی کوچک ابدال اسماعیلیہ ہیں اور آج کل وہ اس ملت کے معتمد علیہ ہیں، بھی اس تفصیل کا اقرار ہے اور شاہد لانا ضروری نہیں۔

مآة المسائل دیکھو کہ جواب میں تیرہویں سوال کے سجدہ تحیت کو حرام اور سجدہ عبادت کو شرک لکھا ہے۔ اب جائے غور ہے کہ سب افعال میں سجدہ عمدہ ہے، جب یہ بھی مقید ہے، تو دوسری چیزوں کا اطلاق کس طرح جائز ہو سکتا ہے (یعنی جب یہ سجدہ ہی مطلقاً شرک نہ ہو تو دوسرے افعال مطلقاً کس طرح شرک ہو سکتے ہیں۔ مترجم)

صاحب مآۃ المسائل تصیل اور احکا کو مروہ لکھتا ہے اور سجدہ تحیت اور طواف کو حرام لہتا ہے، تقویت الایمان میں سب کو شرک قرار دیا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ طواف سجدہ تحیت جیسا نہیں، قریب تقبیل کے ہے اور کراہیت ان باتوں کے مابین فقہاء کے مختلف فیہ ہے، ایسی باتیں باعث انکار و نفی کا مرتکبیں پر نہیں ہو سکتیں، چہ جائے کہ ان کی تکفیر کی جائے، اس واسطے کہ بہت اکابر دین ان کے جواز کی تصریح کرتے ہیں، اگرچہ ایک جماعت عدم استحسان کو ترجیح دیتی ہے اور فقیر بھی اسی مسلک کا سالک ہے (یعنی مکروہ تنزیہی کا قائل ہے۔ مترجم)

بھلا اسماعیلیہ و اسحاقیہ کو معلوم نہیں ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کتاب انتباہ میں در باب سلاسل اولیاء اللہ کے لکھتے ہیں کہ:

واسطے کشف قبور کے اس طرح چاہیے کہ جب مقبرے میں جائے تو دو گانہ ادا کر کے اُس بزرگوار کی روح کو پہنچائے، اگر سورۃ فتح یاد ہو تو پہلی رکعت میں وہ پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص، اور اگر سورۃ فتح یاد نہ ہو تو دونوں رکعت میں سورۃ اخلاص پانچ پانچ بار پڑھے، بعدہ پشت بقبلہ متوجہ بقبر بیٹھے، ایک بار آیۃ الکرسی اور کچھ سورتیں اور ختم کر کے تکبیر کہے، بعدہ سات دفعہ طواف کرے اور اس میں تکبیر پڑھتا جائے اور طواف جانب راست سے شروع کرے پھر پایاں قبر کی طرف رخسارہ رکھے اور رخ میت کے قریب بیٹھے اور یا رب ۲۱ دفعہ کہے، پھر جانب شمال کہے یا روح، اور دل پر یا روح یا روح کی ضرب لگائے، جب تک انشراح قلب نہ ہو پابندی بیٹھا رہے، انشاء اللہ تعالیٰ کشف قبور اور کشف ارواح ہو جائے گا انتہی۔

تمت باقی آئندہ، العبد فقیر غلام قادر غنی عنہ



- ۱ احقاق حق سیف اللہ المسلمول شاہ فضل رسول بدایونی
- ۲ عقیدہ شفاعت سیف اللہ المسلمول شاہ فضل رسول بدایونی
- ۳ اختلافی مسائل پر تاریخی فتویٰ سیف اللہ المسلمول شاہ فضل رسول بدایونی
- ۴ اکمال فی بحث شد الرجال سیف اللہ المسلمول شاہ فضل رسول بدایونی
- ۵ فصل الخطاب سیف اللہ المسلمول شاہ فضل رسول بدایونی
- ۶ حرز معظم سیف اللہ المسلمول شاہ فضل رسول بدایونی
- ۷ مولود منظوم مع انتخاب نعت و مناقب سیف اللہ المسلمول شاہ فضل رسول بدایونی
- ۸ شوارق صمدیہ ترجمہ بوارق محمدیہ سیف اللہ المسلمول شاہ فضل رسول بدایونی
- ۹ شمس الایمان مولانا محی الدین قادری بدایونی
- ۱۰ الکلام السدید تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
- ۱۱ رد روافض تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
- ۱۲ سنت مصافحہ تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
- ۱۳ مردیے سنتے ہیں؟ مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
- ۱۴ مضامین شہید مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
- ۱۵ ملت اسلامیہ کا ماضی حال مستقبل مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
- ۱۶ عرس کی شرعی حیثیت مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
- ۱۷ فلاح دارین مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
- ۱۸ خطبات صدارت عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی
- ۱۹ مثنوی غوثیہ عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی
- ۲۰ عقائد اہل سنت مولانا محمد عبدالحمید قادری بدایونی
- ۲۱ دعوت عمل مولانا محمد عبدالحمید قادری بدایونی
- ۲۲ نگارشات محب احمد علامہ محبت احمد قادری بدایونی
- ۲۳ عظمت غوث اعظم علامہ محبت احمد قادری بدایونی
- ۲۴ شارحہ الصدور مفتی حبیب الرحمن قادری بدایونی
- ۲۵ الدرر السنیۃ ترجمہ از : مفتی حبیب الرحمن قادری بدایونی

۲۶ احکام قبور	مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی
۲۷ ریاض القراءت	مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی
۲۸ تذکار محبوب (تذکرہ عاشق الرسول)	مولانا عبدالرحیم قادری بدایونی
۲۹ مختصر سیرت خیر البشر	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۰ احوال و مقامات	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۱ خمیازہ حیات (مجموعہ کلام)	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۲ باقیات ہادی	حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی
۳۳ مدینے میں (مجموعہ کلام)	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۳۴ مفتی لطف بدایونی: شخصیت اور شاعری	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۳۵ قرآن کریم کی سائنسی تفسیر	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۳۶ خیر آبادی سلسلہ علم و فضل کے احوال و آثار خیر آبادیات	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۳۷ حدیث افتراق امت تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۳۸ احادیث قدسیہ	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۳۹ تذکرہ ماجد	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۴۰ خامہ تلاشی (تنقیدی مضامین)	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۴۱ تحقیق و تفہیم (تحقیقی مضامین)	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۴۲ عربی محاورات مع ترجمہ و تعبیرات	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۴۳ اسلام: ایک تعارف (ہندی، مراٹھی)	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۴۴ طوابع الانوار (تذکرہ فضل رسول)	مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی
۴۵ فلاح دارین (ہندی)	مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
۴۶ عقائد اہل سنت (ہندی)	مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
۴۷ خواجہ غلام نظام الدین قادری	محمد تنویر خان قادری بدایونی
۴۸ Understanding Islam	Maulana Usaid ul Haq Qadri
۴۹ Call to Action	Maulana Abdul hamed qadri
۵۰ 100, Hadith Qudsi	Maulana Usaid ul Haq Qadri

